ہر عمر کے پڑھے لکھے لوگوں کیلئے

[illegible]

باتصویر

(آسان زبان میں)

تریا چلتر کوئی نہ جانے خصم مار کے ستی ہوئے
عورت کی اسی فطرت کی کہانی

ناشران

رحمٰن برادرس تاجران کتب فریرروڈ کراچی

کتبہ شبیر حسین

قیمت دو روپیہ پچاس پیسے

ایجوکیشنل پریس کراچی

اس کتاب کے جملہ حقوق اشاعت بحق ناشران محفوظ ہیں

طوطا کہانی باتصویر

مغرب کے ایک مشہور مفکر "شوپن ہار" کا مقولہ ہے۔

"کیا تم عورت کے پاس جا رہے ہو؟ دیکھو چابک نہ بھول جانا"

کیا عورت واقعی ایسی ہے؟ ــــ "طوطا کہانی" میں اسی پہلو کو نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز انداز میں پیش کیا گیا ہے ــ ایک معمولی پرندے طوطے نے اپنی عقل و ذہانت سے کام لیتے ہوئے شہزادی خجستہ کو دلچسپ قصّے کہانیوں میں اُلجھا کر اپنے مالک شہزادے محمد سلطان سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا اور شہزادی کو گناہوں میں ڈوبنے سے بچایا۔

رحمٰن برادرس تاجران کتب فریر روڈ کراچی ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طوطا کہانی ——— کی ——— کہانی

اردو ادب کی تاریخ اگرچہ سنسکرت وغیرہ کے مقابلے میں زیادہ پرانی نہیں لیکن بہت ہی کم مدت میں اردو ادب نے جو چیزیں پیش کی ہیں ان کی مثال دوسری زبانوں میں مشکل سے ملے گی۔

اردو جس طرح کئی زبانوں سے مل کر بنی ہے اسی طرح اس کے ادب کا خاصہ بڑا حصہ بھی فارسی، سنسکرت، عربی اور دوسری بہت سی زبانوں کی تصنیفات کے ترجمے سے ترتیب پایا ہے چنانچہ مشہور قصص جات جیسے آرائشِ محفل یعنی قصہ حاتم طائی، قصہ لیلیٰ مجنوں، قصہ گل بکاؤلی، قصہ چہار گلشن اور انوار سہیلی وغیرہ جو آج تک بہت ذوق و شوق سے پڑھے جاتے ہیں فارسی اور دوسری زبانوں سے اردو میں منتقل کئے گئے ہیں۔ اگرچہ ان قصص کی زبان اور انداز بیان موجودہ دور کی اردو سے کافی مختلف ہے لیکن دلچسپی اور عمدگی کے لحاظ سے ان قصص جات کا آج بھی ثانی نہیں۔

طوطا کہانی

بھی اسی طرح کی ایک کتاب ہے جس میں مختلف قصص ایک لڑی میں اس خوش اسلوبی سے پروئے گئے ہیں کہ سارے قصے ایک داستانِ مسلسل بن کر رہ گئے ہیں۔ اصل کتاب سنسکرت میں تھی جس کا پہلے فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ ۱۹ ویں صدی کے شروع میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کی سرپرستی میں کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج کی داغ بیل ڈالی گئی اور اس کے نگرانِ اعلیٰ ڈاکٹر جان گل کرائسٹ بنائے گئے تو ان کی انتھک کوششوں سے اس وقت کے بہت سے اہل قلم وہاں آ گئے ان میں میر امن، شیر علی افسوس، میر بہادر علی ——، حیدر بخش حیدری اور میر کاظم علی جوان خاص طور پر قابلِ ذکر تھے —— "طوطا کہانی" کو فارسی سے اردو میں منتقل کرنے کا سہرا سید حیدر بخش حیدری کے سر ہے۔

حیدر بخش حیدری کے باپ کا نام سید ابوالحسن تھا یہ دلی کے رہنے والے تھے لیکن دلی کو چھوڑ کر بنارس میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ حیدر بخش حیدری نے

"طوطا کہانی" کے علاوہ آرائشِ محفل، تاریخِ نادری، گلِ مغفرت، گلزارِ دانش، ہفت پیکر، قصہ مہر و ماہ، گلدستۂ حیدری اور گلشنِ ہند وغیرہ نامی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں آرائشِ محفل یا قصہ حاتم طائی سب سے زیادہ مقبول ہوئی، لیکن "طوطا کہانی" بھی اپنے اعتبار سے نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز کتاب ہے۔ یہ کتاب اگرچہ آرائشِ محفل کی طرح ضخیم نہیں لیکن جہاں تک نصیحت اور سبق آمیزی کا تعلق ہے، یہ اس سے بڑھ کر ہے، اس میں عورت کی فطرت کو بڑے دلچسپ اور نتیجہ خیز انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

حیدر بخش حیدری کے زمانے کی زبان اور آج کی زبان میں بہت فرق ہو گیا ہے اس زمانے کے بہت سے الفاظ اور محاورے اب متروک ہو گئے اور ان کی جگہ نئے الفاظ اور محاورات نے لے لی ہے۔ ہم نے "طوطا کہانی" کو آج کی زبان میں پیش کیا ہے لیکن ساتھ ہی اس بات کا خیال رکھا ہے کہ قصے کی دلچسپی اور مقصد میں کوئی فرق نہ آئے ——— ——— ہمیں یقین ہے کہ ہماری اس کوشش کو قارئین پسند فرمائیں گے۔

خان رشید طرزی

شہزادہ محمد سلطان

ایک تھا بادشاہ، ہمارا تمہارا خدا بادشاہ، آنکھوں کی دیکھی کہتے نہیں کانوں کی سنی کہتے ہیں۔۔۔۔ ہاں تو کسی ملک پر ایک بادشاہ حکمرانی کرتا تھا۔ اس بادشاہ کا نام تھا احمد سلطان۔ احمد سلطان بادشاہ کو اللہ نے سب کچھ دے رکھا تھا، ملک خوش حال تھا اور رعایا فارغ البال۔ شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ اس کے در سے کوئی حاجت مند خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا۔ لوگ اس کی صحت اور درازی عمر کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔

رعایا کی حفاظت اور دشمنوں کی سرکوبی کے لئے اُس کے قلعہ کے دروازے پر ہر وقت ہزاروں گھوڑے، پندرہ سو ہاتھی اور سات سو اونٹوں کی فوج تیار رہتی تھیں یہی وجہ تھی کہ کسی دشمن کو بھی اس کے ملک کی طرف نگاہ اٹھانے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

بادشاہ احمد سلطان کو صرف ایک غم تھا اور وہ اُس میں گھلا جا رہا تھا۔ وہ غم تھا اولاد نہ ہونے کا۔ جب وہ بارگاہِ خداوندی میں دعائیں کرتے کرتے تھک گیا تو درویشوں اور فقیروں کے پاس جانے لگا اور اُن سے دعا کی درخواست کرنے لگا۔ غرض کچھ عرصہ کے بعد اُس کی مراد بر آئی اور قدرت نے اُسے چاند جیسا خوبصورت بیٹا عطا کر دیا۔

اُس نے غریبوں، مسکینوں اور فقیروں میں ہزاروں روپیہ تقسیم کر کے خدا کا شکر ادا کیا اور شہزادے کا نام "محمد سلطان" رکھا۔

شہزادہ محمد سلطان کو بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا گیا اور جب وہ سات برس کا ہوا تو اُس کی تعلیم و تربیت کے لئے تجربہ کار اور ہوشیار اتالیق مقرر کئے گئے۔

شہزادہ بہت ہی ذہین تھا اسی لئے اُس نے چھوٹی سی عمر ہی میں بہت سے فن سیکھ لئے۔ ہر علم حاصل کر لیا اور دربار کے آداب سے واقف ہو گیا۔

شہزادہ جب جوان ہوا تو بادشاہ نے اُس کی شادی ایک نہایت حسین

شہزادی سے بڑی شان و شوکت سے کر دی۔ شہزادی کا نام خجستہ تھا
دونوں کو ایک دوسرے سے محبت ہو گئی۔ اور آپس میں خوب گھل مل گئے۔
ایک روز شہزادہ محمد سلطان پالکی میں سوار ہو کر بازار کی سیر کے لیئے
گیا تو وہاں اُس نے دیکھا کہ ایک شخص طوطے کا پنجرہ ہاتھ میں لیئے ہے۔
اور آواز لگا رہا ہے کہ "ہے اس طوطے کا کوئی خریدار۔"

شہزادہ پالکی سے اُترا اور اس کے پاس گیا۔ اُس نے شہزادے کو سر سے
پاؤں تک ایک نظر دیکھا اور کہنے لگا۔ "خریدیئے گا اس طوطے کو؟"

شہزادے نے کہا "اس طوطے کی قیمت کیا مقرر کی ہے؟" اُس نے جواب
دیا۔ "حضور! قیمت زیادہ نہیں ہے صرف ایک ہزار روپیہ" شہزادہ بولا۔
"کچھ واہی ہوئے ہو؟ بلی کے منہ کا ایک نوالہ اور قیمت ایک ہزار روپیہ—
میاں احمقوں کی باتیں کرو۔"

طوطے والا اس بات کا جواب نہ دے سکا تو طوطا سوچنے لگا کہ شہزادہ
مجھے نہیں خرید سکے گا اور اس میں میری بے عزتی ہے اس لیئے کہ مجھے اتنا تو اس
سے زیادہ تجربہ ہے اور عقل بھی کچھ کم نہیں ہے، یہ سوچ کر وہ شہزادے سے

کہنے لگا۔ "اے شہزادہ! اگرچہ میں تیری نظر میں ایک کمزور اور حقیر پرندہ ہوں لیکن عقل اور دانائی کے لحاظ سے میں بہت بڑا ہوں۔ میری گفتگو سن کر بڑے بڑے عالم حیران رہ جاتے ہیں، گفتگو کرنے کے علاوہ مجھے ماضی، حال اور مستقبل کے حالات کا بھی علم ہے۔ اگر حکم ہو تو ایک فائدے کی بات عرض کروں؟" شہزادے نے کہا۔ "کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

طوطا بولا "چند دنوں کے بعد سوداگروں کا ایک قافلہ اس شہر میں آئے گا اور سنبل[1] خریدے گا۔ اگر تم ابھی سے شہر کی تمام دکانوں سے سنبل خرید کر گودام میں رکھ دو تو سوداگروں کو شہر کے کسی دکان سے سنبل نہ ملے گی اور وہ مجبور ہو کر زیادہ داموں میں تم سے خریدنے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

شہزادے کو یہ بات بہت پسند آئی اور اس نے ایک ہزار روپیہ دے کر طوطے کو خرید لیا اور محل میں لے آیا۔ پھر اس نے شہر کے سنبل فروشوں کو بلا کر ان سے دریافت کیا کہ ان کے پاس جو سنبل ہے اس کی کل قیمت کیا ہے انہوں نے حساب لگا کر بتایا کہ دس ہزار روپے۔ شہزادے نے اسی وقت انہیں دس ہزار روپے خزانے سے دلوا دیے اور سنبل منگوا کر رکھوا دی۔ تین دن کے بعد سوداگروں کا قافلہ شہر میں داخل ہوا اور سنبل تلاش کرنے لگا لیکن انہیں کسی دکان پر بھی سنبل نہ ملی۔ آخر معلوم ہونے پر شہزادے سے چوگنی قیمت میں ساری سنبل خرید لی۔

تیس ہزار روپے کا منافع حاصل کرنے کے بعد شہزادہ بہت خوش ہوا اور طوطے کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنے لگا۔ دو تین مہینے کے بعد اسے بازار میں بولتی مینا ملی تو اس نے اس خیال سے خرید لی کہ طوطے کو تنہائی میں وحشت ہوتی ہوگی کیونکہ عقلمندوں نے کہا ہے ؎

کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

اس نے محل میں بولتی مینا کا پنجرہ طوطے کے پنجرے کے پاس لٹکا دیا۔

شہزادے کو کچھ عرصہ کے بعد دوسرے شہر دن کی سیر کرنے کا شوق ہوا اور اس نے سفر کی تیاری کی۔ پھر شہزادی خجستہ سے کہا "میرے پیچھے ان دونوں کا خیال رکھنا اور کوئی کام ان کے مشورے کے بغیر نہ کرنا اور جو کچھ یہ کہیں اسے سچ سمجھنا۔" یہ کہہ کر شہزادہ سفر پر چلا گیا۔ اور شہزادی تنہا رہ گئی۔

[1] ایک خوشبودار گھاس۔

سوداگر اور طوطا

شہزادے کے جانے کے بعد شہزادی خجستہ ہر وقت اُداس اور کھوئی کھوئی رہنے لگی طوطا اور مینا دونوں اُس کو قصّے کہانیاں سناتے اور خوش کرنے کی کوشش کرتے۔ لیکن اُس کے دل کو قرار نہ آتا تھا۔ اسی طرح چھ مہینے گذر گئے۔

ایک روز وہ محل کے ایک جھروکے میں کھڑی ہوئی بازار کا نظارہ کر رہی تھی کہ سامنے سے ایک خوبصورت نوجوان کا گذر ہوا اُس نے حسین و جمیل شہزادی کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا اس لئے کہ اُس نے اس سے پہلے کبھی ایسی خوب صورت عورت نہیں دیکھی تھی۔ شہزادی بھی اُس کے حُسن کی دلکشی دیکھ کر حیران رہ گئی اور دیر تک اُسے دیکھتی رہی۔

آخر وہ نوجوان کارواں سرائے میں واپس پہونچا اور ایک تدبیر سوچ کر شہر کی مشہور کٹنی کو بلایا اور اُسے اپنے دل کا حال سُنا کر کہنے لگا "شہزادی میری خاطر محل چھوڑ کر تو ہرگز نہیں آسکتی۔ البتہ اگر اُسے لالچ دیا جائے تو وہ ضرور چلی آئے گی۔ یہاں آنے کے بعد میرے بس میں ہوگی اور مجھے اختیار ہوگا کہ جو چاہے اُس کے ساتھ سلوک کروں، اگر مجھے موقعہ مل گیا تو میں اُسے اپنے وطن لے جاؤں گا" کٹنی نے کہا: "میں پہلے اُس کے پاس جاکر اُس کے دل کا حال معلوم کرتی ہوں۔" نوجوان بولا "دل کا حال دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے آج میں نے اُسے اور اُس نے مجھے خوب اچھی طرح دیکھا ہے۔ اس لئے تم جاکر کہنا کہ وہ شہزادہ جسے تم نے جھروکے سے دیکھا ہے۔ ایک بزرگ کے حکم سے تمہیں ایک انگوٹھی دینے کے لئے سینکڑوں میل کا سفر طے کرکے یہاں آیا ہے اِس انگوٹھی کو پہنتے ہی ہر مراد بر آئے گی، شوہر کی قربت، دشمن پر فتح، مال و دولت غرض ہر چیز تمہارے قدموں میں ہوگی۔ لیکن بزرگ کی ہدایت کے مطابق تمہیں تنہا شہزادے کے پاس جانا ہوگا۔ اگر وہ خود آکر تمہیں انگوٹھی پیش کرے گا تو اُس کا اثر جاتا رہے گا"

کٹنی اس تدبیر کو سُن کر بہت خوش ہوئی اور شب کو شہزادی خجستہ کے پاس محل پہونچی۔

اُس نے شہزادی کو باتیں کر کے اس طرح شیشہ میں اُتارا کہ وہ شہزادے کے پاس جانے کے لئے راضی ہو گئی۔ پھر کٹنی نے کہا "بزرگ کی ایک ہدایت یہ بھی ہے کہ انگوٹھی لینے کے لئے دن میں نہیں بلکہ رات کے وقت جانا۔" شہزادی بولی "تم جا کر شہزادے سے کہنا کہ میں ضرور حاضر ہونگی۔"

رات ہوتے ہی شہزادی نے نئی پوشاک پہنی، بدن کو زیور سے سجایا۔ ہونٹوں پر مسّی ملی، آنکھوں میں کاجل لگایا اور کپڑوں میں عطر چھڑکا۔ پھر اُسے خیال آیا کہ شہزادہ جانے سے پہلے کہہ گیا تھا کہ ہر کام کو کرنے سے پہلے طوطے اور مینا سے مشورہ ضرور کر لینا پھر اُس نے سوچا کہ مینا مادہ ہے اس لئے اُس سے مشورہ کرنا چاہئیے یہ سوچ کر وہ مینا کے پاس گئی اور اُسے سارا واقعہ کہہ سُنایا۔ مینا نے اپنے پر پھڑپھڑائے اور کہنے لگی "بڑی شرم کی بات ہے کہ تم اپنے شوہر کی اجازت لئے بغیر ایک غیر مرد کے پاس جا رہی ہو بی بی! غیر مرد پر اعتبار کرنا اور لالچ میں آنا ٹھیک نہیں میں تو سمجھتی ہوں کہ دھوکا کھا جاؤ گی" مینا کی باتیں سُن کر خجستہ آگ بگولا ہو گئی اُس کی ٹانگ پکڑ کر پنجرے سے نکالا اور گردن مروڑ کر زمین پر پٹک دیا۔ ننھی سی جان اُسی وقت تن سے نکل گئی۔ پھر شہزادی غصہ میں بھری ہوئی طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی "تو نے مینا کا حشر دیکھا؟"

طوطے نے جواب دیا "جی ہاں! میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے جو اپنے آقا کی خوشی کا خیال نہیں رکھتا۔ اُس کا یہی انجام ہوتا ہے۔"

خجستہ طوطے کا جواب سُنکر بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی "اے عقلمند طوطے! شہزادہ بہت ہی بے مروّت نکلا۔ شادی کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اگر اُسے محبت ہوتی تو وہ ہرگز نہ جاتا۔ اُس کی ابھی سے یہ حالت ہے تو آگے چل کر کیا ہو گا۔ اس لئے انگوٹھی لانا ضروری ہے اُس کے اثر سے یہ پھر کہیں نہیں جائے گا اور میرا غلام بن کر رہے گا۔"

طوطے نے سوچا کہ یہ کم عقل اپنی زندگی خراب کرنا چاہتی ہے انگوٹھی دینے والا شہزادہ کوئی دھوکے باز ہو گا اسے لیکر فرار ہو گیا تو کسی کو کیا خبر ہو گی۔ لیکن یہی بات میں اس سے کہوں گا تو میرا بھی وہی حال کرے گی جو اس نے مینا کا کیا ہے یہ سوچ کر اس نے شہزادی سے کہا "شہزادی صاحبہ! عورت کم عقل ہوتی ہے اور وہ کسی بات کو بھی راز میں نہیں رکھتی تم کو مینا سے ذکر ہی نہیں کرنا چاہیئے تھا اگر وہ زندہ رہتی تو ساری باتیں شہزادے سے کہہ دیتی خیر! اب تو وہ مر ہی گئی۔ تم شوق سے شہزادے کے پاس چلی جاؤ اور بزرگ کی دی

ہوئی انگوٹھی لے آئے۔ مگر یہ یاد رکھنا کہ جو لوگ تمہیں اس کے پاس جاتا ہوا دیکھیں گے وہ شہزادے سے شکایت ضرور کریں گے اور ممکن ہے وہ تم پر شبہ کرکے تم سے ناراض ہو جائے لیکن گھبرانے کی بات نہیں ہے جس طرح فرخ بیگ اپنی بیوی سے ناراض ہو گیا تھا اور اُس کے طوطے نے دوبارہ صلح کرا دی تھی اسی طرح میں بھی تم دونوں کو ملوا دوں گا۔"

شہزادی بولی: "اُن کا حال ذرا تفصیل سے سناؤ تاکہ میں بھی سمجھ لوں۔"

طوطا کہنے لگا۔ "کسی شہر میں فرخ بیگ سوداگر بہت مالدار شخص تھا اُس کے پاس ایک طوطا تھا جو میری طرح بولتا جانتا تھا۔ وہ اکثر اس کی زبانی میٹھی میٹھی باتیں سناکرتا تھا۔ ایک مرتبہ سوداگر تجارت کا سامان لے کر دوسرے ملکوں کے سفر پر چلا گیا۔ اُسے گئے ہوئے جب کئی مہینے گذر گئے تو اس کی بیوی کو تنہائی کھٹکنے لگی اب وہ ہمسایوں میں بیٹھ کر اپنے شوہر کی بے مروتی اور لاپروائی کا رونا رونے لگی یہ حال کسی طرح ایک مغل نوجوان کو جو اسی محلہ میں رہتا تھا معلوم ہو گیا وہ بہت چالاک آدمی تھا اُس نے ایک کٹنی کے ذریعہ پیغام بھیجا اور اُس کے ہاں آنے جانے لگا۔

ڈیڑھ سال کے بعد سوداگر واپس آیا تو طوطے نے اُسے گھر کے سارے حالات سُنائے لیکن مغل نوجوان کے آنے جانے کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اُس کا حال سُنکر وہ آگ بگولا ہو جائیگا اور بیوی کو گھر سے نکال دے گا۔ لیکن بات چھپی نہیں رہتی محلہ والوں نے سوداگر سے کہہ ہی دیا کہ اُس کی بیوی بدچلن ہے اور مغل نوجوان اُس کے گھر آتا جاتا تھا۔ سوداگر کو بہت غصہ آیا اور اُس نے بیوی کو بہت بُرا بھلا کہا وہ یہ سمجھی کہ طوطے نے اُس سے شکایت کی ہے لہٰذا شب کے وقت اُس نے طوطے کو پنجرے سے نکالا اور اُس کے بال و پر نوچ کر اُسے گلی میں پھینک دیا اور غل مچانے لگی کہ ہائے ہائے میرے طوطے کو بلّی لے گئی۔

سوداگر کی آنکھ کھل گئی اور وہ کہنے لگا کہ جب بلّی طوطے کو لے ہی گئی تو شور مچانے سے کیا فائدہ۔ بیوی خاموش ہو کر بستر پر لیٹ گئی اور سوچنے لگی کہ چلو کمبخت چغل خور سے تو نجات مل گئی۔ اُسے کیا خبر تھی کہ طوطا زندہ تھا۔ بال اور پر کے بغیر اُڑ تو نہ سکتا تھا۔ البتہ چلنے پھرنے کی قوت اس میں ضرور تھی۔ وہ اپنی جان بچانے کے لئے چلتا ہوا ایک قبرستان میں جا نکلا اور ایک قبر میں سوراخ دیکھ کر اُس میں چلا گیا۔ سارا دن قبر میں چھپ کر بیٹھا رہتا۔ رات ہوتے ہی باہر نکلتا اور اِدھر اُدھر پھرتا کہیں دانہ دُنکا مل جاتا تو چُگ لیتا خدا کا شکر ادا کرتا اور پھر پانی پی کر اندر چلا جاتا۔ کچھ عرصہ کے بعد اُس کے

بال و پر نکل آئے اور وہ اُڑ کر ایک قبر سے دوسری قبر پر جانے لگا۔
ادھر محلہ کے کچھ اور لوگوں نے بھی سوداگر سے شکایت کی تو اُسے بہت غصّہ آیا اور اُس نے بیوی کو گھر سے نکال دیا وہ گھر سے نکل کر بہت پریشان ہوئی اور سوچنے لگی کہ اب میں کہاں جاؤں۔ جہاں بھی جاؤں گی لوگ مجھے ذلیل کریں گے۔ ایسی ذلّت اور رسوائی سے تو بہتر ہے کہ مر جاؤں۔ یہ سوچ کر وہ قبرستان میں چلی گئی اور اتفاق سے اُسی قبر کے پاس بیٹھ گئی۔ جس میں طوطا رہتا تھا۔
دوسرے دن طوطے نے سوراخ سے جھانک کر اُسے دیکھا اور پہچان گیا۔ پھر رات ہوتے ہی اُس نے اندر سے کہا: "اے عورت! صبح ہوتے ہی اپنے بال نوچ کر پھینک دے اور سر کو اُسترے سے منڈوا لے۔ پھر میں تیرے سارے گناہ بخش دوں گا اور تیرے شوہر سے دوستی کرا دوں گا۔" اُس نے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا لیکن کوئی عورت نظر نہ آئی۔ آخر اس نے خیال کیا کہ یہ قبر کسی پیر یا فقیر کی ہوگی اور وہ میرے گناہ بخشوا کر مجھے میرے شوہر سے ملا دے گا۔
اُس نے صبح ہوتے ہی سر منڈوا لیا۔ قبرستان میں آنے والے لوگ اسے دیکھتے اور دیوانی سمجھ کر کھانا دے جاتے۔ اسی طرح چالیس دن گذر گئے۔ اب طوطا قبر سے باہر نکلا اور اُس کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا "بی بی تم نے مجھے بے قصور بال و پر نوچ کر سخت تکلیف پہنچائی تھی اور جان سے مارنے کا کام کیا تھا۔ لیکن زندگی تھی جو بچ گیا۔ میں نے قبر میں سے بات کر کے تمہارا سر منڈوا دیا اور اپنے بال و پر کا بدلہ لے لیا۔ میں نے تمہارا نمک کھایا ہے اس لئے اب میں جا کر تمہیں سوداگر سے ملوانے کی کوشش کرتا ہوں" یہ کہہ کر طوطا اڑ گیا اور سوداگر کے گھر جا کر اُس کے سامنے بیٹھ گیا اور ادب سے سلام کر کے درازیٔ عمر کی دعا کرنے لگا۔ سوداگر نے اُسے پہچان لیا اور اس سے کہا "تو کہاں چلا گیا تھا، میں تجھے بہت یاد کرتا ہوں۔" اُس نے جواب دیا "میرے آقا! مجھے ایک بلی پکڑ کر قبرستان میں لے گئی تھی وہاں اُس نے مجھے مار کر پھینک دیا تھا۔ اب تمہاری بیوی سر منڈوا کر جو قبرستان میں پہنچی تو قدرت نے میرے جسم میں روح پھونک دی اور حکم دیا کہ جا کر اپنے آقا سے کہہ دے کہ لوگوں نے تیری بیوی کو بلاوجہ رسوا کیا ہے وہ نیک ہے اور تیری وفادار ہے۔" سوداگر اس بات کو سُن کر بہت خوش ہوا اور اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر قبرستان پہنچا اور بیوی کو عزت کے ساتھ واپس لے آیا اور ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگا۔ اُس دن سے سوداگر کی بیوی طوطے پر بہت زیادہ مہربان ہو گئی۔

پاسبان اور بادشاہ طبرستان

سوداگر کا قصہ سُنا کر طوطے نے شہزادی خجستہ سے کہا "بس اسی طرح میں تم کو بچالوں گا اب بے فکر ہو کر چلی جاؤ۔ شہزادی نے چونک کر کہا "اے طوطے اذان کی آواز آرہی ہے، اب جا کر کیا کرونگی۔ تھوڑی دیر کے بعد سورج نکل آئے گا"

غرض شہزادی نے کپڑے اتارے، زیور رکھے اور پاؤں پھیلا کر پلنگ پر لیٹ گئی۔

دوسری رات ہوتے ہی اُس نے پھر بناؤ سنگھار کیا اور طوطے سے اجازت لینے کیلئے گئی اُس نے کہا "تم شوق سے جاؤ۔ مگر یاد رکھنا کہ وہ تمہیں انگوٹھی دینے کے لئے اپنے ملک سے یہاں آیا ہے اُس کا احسان کبھی نہ بھولنا جس طرح ایک پاسبان نے بادشاہ طبرستان کی عقیدت اپنے دل میں رکھی اور اس کے صلہ میں اُسے بے شمار دولت ملی۔

شہزادی خجستہ بولی "اُس کا قصہ کیا ہے" وہ کہنے لگا "بادشاہ طبرستان نے ایک مرتبہ محفل عیش و نشاط آراستہ کی اور اُس میں شہزادوں، وزیروں، امیروں، حکیموں، اُستادوں اور صاحب کمال لوگوں نے شرکت کی۔ یہ سب لوگ جس وقت دسترخوان پر بیٹھے تو ایک اجنبی شخص سینہ تانے محفل میں داخل ہوا لوگوں نے اس سے کہا "تو کون ہے اور یہاں بلا اجازت اس طرح کیوں آیا ہے؟" اس نے جواب دیا "میں کون ہوں؟ سنو! تلوار کا دھنی، شیر کو زندہ پکڑنے والا تیر انداز اور تیر انداز بھی ایسا کہ میرا تیر سخت ترین پتھر کو پھاڑتا ہے اور پہاڑ کے پار ہوتا ہے۔ میں فن سپہ گری سے بھی واقف ہوں بہت سی حکمتیں جانتا ہوں پہلے امیر گردجند کے پاس نوکر تھا لیکن اُس نے میری قدر نہیں کی۔ اس لئے اُس کی نوکری چھوڑ کر بادشاہ طبرستان کے پاس آیا ہوں۔ اگر اُس نے ملازم رکھ لیا تو یہیں رہ جاؤں گا ورنہ جس راہ سے آیا ہوں اُسی سے واپس چلا جاؤں گا"

بادشاہ طبرستان کو اُس کی باتیں بہت پسند آئیں لہذا اُس نے حکم دیا کہ اس شخص کو محافظوں میں رکھ لو بعد میں کوئی دوسرا کام دیکھا جائے گا۔

اُسے ملازم رکھ لیا گیا اور وہ شام سے صبح تک شاہی محل کی پہریداری کرنے لگا

اتفاق سے ایک رات بادشاہ بالاخانے پر کھڑا ہوا تھا کہ اُس کی نگاہ اسی نئے محافظ پر پڑی جو بڑی ہوشیاری سے کھڑا ہوا پہرہ دے رہا تھا اُس نے پوچھا تو کون ہے۔

اس نے بادشاہ کی طرف دیکھ کر ادب سے جواب دیا:" حضور میں حضور کے محل کا پہرے دار ہوں اور جب سے ملازم ہوا ہوں۔ یہاں پہرے دے رہا ہوں"۔

اُسی وقت باہر کی جانب سے ایک آواز آئی:" میں جارہی ہوں۔ کوئی ایسا مرد ہے جو مجھ کو واپس لے آئے" اس آواز کو سُن کر بادشاہ بہت حیران ہوا اور اس سے کہنے لگا" تو نے بھی سُنا یہ آواز کس کی ہے اور کہاں سے آرہی ہے؟"

اُس نے جواب دیا" خداوند! دو روز سے یہی آواز سُنائی دے رہی ہے۔ میں یہاں پہرہ دے رہا ہوں۔ اس لئے جا نہیں سکتا۔ ورنہ دریافت کر لیتا کہ یہ آواز کس کی ہے اور کہاں سے آتی ہے اگر حضور حکم فرمائیں تو جا کر خبر لے آؤں"۔

بادشاہ نے کہا" جلدی جاؤ اور سچی خبر حضور میں پہونچانے کی کوشش کرو" محافظ آواز کی طرف دوڑا تو بادشاہ بھی ایک سیاہ کمبل اوڑھ کر اُس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

محافظ نے تھوڑی دور جا کر دیکھا کہ ایک حسین عورت ایک درخت کے نیچے کھڑی ہوئی کہہ رہی ہے" میں جاتی ہوں۔ ہے کوئی ایسا مرد جو مجھ کو واپس لے آئے"۔

پہریدار بولا" اے بی بی! تو کون ہے اور یہ بات کس کو سناتی ہے" اُس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا" میں شاہ طبرستان کی عمر کی تصویر ہوں۔ خدا نے شاہ کی جتنی عمر لکھی تھی اب پوری ہو رہی ہے۔ اس لئے میں تین دن سے صدا لگا رہی ہوں کہ ہے کوئی مرد جو مجھ کو واپس لے آئے" پاسبان نے کہا" تمہیں واپس کس طرح لایا جا سکتا ہے؟"

اُس نے جواب دیا" اگر تم اپنے ایک بیٹے کی قربانی دو تو اس کی زندگی کے باقی دن بادشاہ کو مل جائیں گے اور وہ زندہ رہے گا" محافظ بولا" مجھے اپنے بیٹے کی زندگی سے زیادہ بادشاہ کی زندگی عزیز ہے۔ اس لئے تم یہیں ٹھہرو۔ میں اپنے بیٹے کو لے کر آتا ہوں اور تمہارے ہی سامنے ذبح کرتا ہوں۔ پھر دعا کروں گا کہ اُس کی زندگی کے دن بادشاہ کو مل جائیں" یہ کہہ کر وہ دوڑتا ہوا اپنے گھر کی طرف چل دیا بادشاہ بھی سیاہ کمبل اوڑھے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔

محافظ نے گھر میں جا کر اپنے بیٹے سے کہا" اے فرزند! بادشاہ کی زندگی ختم ہو رہی ہے،

اگر تو اپنی بقیہ زندگی بادشاہ کو دے دے تو وہ مرنے سے بچ جائے گا۔"

بیٹے نے کہا۔ "ابا جان! ہمارا بادشاہ ایسا منصف مزاج، عادل، سخی اور غریب پرور ہے کہ اس پر ایک میں ہی کیا سارا گھر بھی قربان کر دیا جائے تو کوئی بات نہیں۔ بادشاہ کی زندگی سے سارے ملک کو آرام ملے گا اور فائدہ پہونچے گا۔ اس لئے مجھے فوراً لے چلو میں اس پر قربان ہونے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے ثواب ملے گا ـــــ آپ کے حکم کی تعمیل کرنا اور بادشاہ پر نثار ہونا اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بادشاہ کی سلامتی کے لئے اگر کوئی اہل کار رعیت کے کسی آدمی کو جان سے مار دے تو گناہ نہیں چونکہ بادشاہ بندہ پرور ہے وہ سینکڑوں کو پالتا ہے۔ اس کی زندگی سے ملک آباد ہے، اب آپ چلئے اور مجھے قربان کر دیجیے۔" یہ کہہ کر اس کا بیٹا اٹھ کھڑا ہوا اور وہ اسے ساتھ لے کر عورت کے پاس پہونچ گیا اور اس کے سامنے بیٹے کو زمین پر لٹا کر تیز دھار کا خنجر ہاتھ میں اٹھا لیا۔ اسی وقت عورت نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا "اب اسے چھوڑ دے حق تعالیٰ کو تیری ہمت پر رحم آ گیا ہے اور اس نے مہربان ہو کر مجھے حکم دیا ہے کہ میں ساٹھ سال تک بادشاہ کے قالب میں رہوں" محافظ اس بات کو سن کر بہت خوش ہوا اور بیٹے کو سینہ سے لگا کر بادشاہ کو خبر دینے کے لئے چل دیا۔

بادشاہ تو سب کچھ دیکھ ہی رہا تھا۔ وہ پہرے دار سے پہلے ہی بالاخانہ پر پہنچ گیا اور اس طرح ٹہلنے لگا جیسے پہریدار کا بے چینی سے انتظار کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد پہریدار بھی پہونچ گیا اور اس نے سارا واقعہ اسے کہہ سنایا۔

بادشاہ نے کہا "میں تمہارے پیچھے پیچھے گیا تھا اور میں نے ساری باتیں سن لی ہیں تم نے وفاداری کا ثبوت دیا ہے اس لئے ہم تمہیں ہمیشہ فائدہ پہنچاتے رہیں گے" پھر اس نے دوسرے دن امیروں، وزیروں اور درباریوں کے سامنے کہا "میں نے اس پہریدار کو اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے چونکہ اسی کے سبب میں اس وقت زندہ بیٹھا ہوا نظر آ رہا ہوں" پھر اس نے بہت سا زر و جواہر دے کر پہرے دار سے کہا "اب تم ولی عہد ہو۔ اس لئے اس دولت سے اپنے لئے شاندار حویلی بنواؤ اور امیرانہ زندگی بسر کرو" اس نے بادشاہ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے گھر کی راہ لی" طوطے نے یہ قصہ سنا کر خجستہ سے کہا "اب تم شوق سے جا سکتی ہو" خجستہ بولی "او طوطے! ادھ دیکھ! سورج نکل رہا ہے اب میں کل جاؤں گی۔"

لالچ اور دوستی

اگلی رات شہزادی خجستہ پھر بن سنور کر طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی "اے طوطے! میں اب اجازت چاہتی ہوں" طوطے نے جواب دیا "تمہیں اجازت ہے تم جا سکتی ہو لیکن جانے سے پہلے اپنا زیور اُتار کر رکھ دو چونکہ یہ ایسی چیز ہے کہ انسان اُس کی خاطر بے ایمان ہو جاتا ہے وہ شہزادہ خواہ کتنا ہی نیک اور بھلا کیوں نہ ہو لیکن سونے کی چمک اُس کی نیت بدل سکتی ہے پھر نہ یہ زیور رہے گا اور نہ دوستی رہے گی جس طرح ایک سُنار اور بڑھئی کی برسوں کی دوستی صرف زیور کی وجہ سے دشمنی میں بدل گئی تھی" شہزادی بولی "اُن کا قصہ کیا ہے؟"

طوطا کہنے لگا "ایک بڑھئی اور ایک سُنار کی دُکانیں برابر برابر تھیں اور دونوں میں ایسی دوستی تھی کہ دیکھنے والے حیران تھے کہ ایسی محبت تو سگے بھائیوں میں بھی نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ دونوں دوست سفر پہ گئے اور ایک شہر میں پہنچے وہاں انہیں معلوم ہوا کہ اس شہر میں ایک بُت خانہ ہے جس کے سارے بُت سونے کے ہیں یہ بات سُن کر دونوں نے آپس میں کہا کہ پنڈتوں جیسا حلیہ بنا کر چلنا چاہیے تاکہ مندر میں رہ کر خوب پوجا پاٹ کریں اور موقع پا کر بُت چُرا لیں پھر انہیں فروخت کر کے دولت مند ہو جائیں۔

یہ صلاح ٹھہرانے کے بعد دونوں نے سر منڈوائے اور لنگوٹیاں باندھ کر برہمنوں جیسا حلیہ بنایا اور مندر میں چلے گئے وہاں خوب بھجن گاتے اور دن رات پوجا پاٹ کرتے اُن کی عبادت دیکھ کر مندر میں رہنے والے پجاری شرمندہ ہو گئے اور ایک ایک کر کے مندر چھوڑنے لگے ان میں سے کچھ برہمن ایسے بھی تھے جو دس بارہ سال سے اس مندر میں رہتے تھے جب وہ مندر چھوڑ کر چلے گئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم یہاں سے کیوں جا رہے ہو انہوں نے جواب دیا "اب اس مندر میں دو ایسے پجاری آ گئے ہیں کہ اُن کی عبادت کے سامنے ہماری عبادت کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

غرض اسی طرح سارے پجاری مندر چھوڑ کر چلے گئے اور ان دونوں کے لیے میدان صاف ہو گیا انہوں نے ایک رات وہ بھاری بھاری بُت اُٹھائے اور کپڑے میں لپیٹ کر مندر سے نکل

بھاگے اور شہر سے باہر ایک درخت کے نیچے گڑھا کھود کر دونوں بتوں کو دفنا دیا۔

بڑھئی اور سنار واپس گھر جا کر پہلے کی طرح رہنے لگے اُن کا خیال تھا کہ کچھ عرصہ کے بعد جب مندر والے اِن بتوں کو بھول جائیں گے تو گڑھے میں سے نکال کر لائیں گے اور بیچ دیں گے۔ اُن میں سنار بہت لالچی تھا اُس نے کچھ دن بھی گزرنے نہ دیئے اور ایک رات جا کر دونوں بتوں کو نکال لایا اور اپنے گھر میں چھپا کر بڑھئی کے پاس گیا اور بولا "واہ صاحب! ہم نے تم پر خوب اعتبار کیا۔ خاموشی سے جا کر بت نکال لائے کیا دوستی ہے اسی طرح دغابازی کی جاتی ہے بھلا اس بے ایمانی سے تمہیں کیا ملے گا اور کتنے دن کھاؤ گے"۔

بڑھئی اُس کی باتیں سن کر آگ بگولا ہو گیا مگر غصہ کو ضبط کر گیا اور کہنے لگا۔ "دوست! جو ہوا سو ہوا۔ مجھے حقیقت معلوم ہے اب آپ یہاں سے تشریف لے جائیے"۔

سنار خاموش ہو کر چلا گیا۔ پھر بڑھئی نے لکڑی کا ایک مجسمہ سنار کے قد کے برابر اور اُسی کی شکل و صورت کا بنایا اور اُس جیسے ہی کپڑے پہنا کر کھڑا کر دیا پھر ریچھ کے دو بچے خرید کر لایا اور اُن کے کھانے کی چیزیں مجسمے کی آستینوں میں رکھ دیں بچے اچھل اچھل کر نکالتے اور کھاتے۔ اسی طرح کچھ دن گزر گئے اور بچے آستین میں سے کھانا نکال کر کھانے کے عادی ہو گئے پھر بڑھئی نے سنار کے گھر جا کر اُس کی اور اُس کے بیوی بچوں کی دعوت کی۔ سنار بہت خوش ہوا اور بیوی بچوں کو لے کر اُس کے گھر چلا گیا۔

بڑھئی نے لکڑی کے مجسمے کو اور ریچھ کے بچوں کو ایک کوٹھری میں چھپا دیا تھا۔ سنار اور اُس کی بیوی نے کھانا کھانے کے بعد باتیں کرنے لگے اور بچے صحن میں کھیلنے لگے۔ بڑھئی نے موقع کو غنیمت جان کر سنار کے دونوں بچوں کو ایک کوٹھری میں چھپا دیا اور ان کی جگہ ریچھ کے بچوں کو چھوڑ دیا تھوڑی دیر کے بعد سنار کو جو اپنے بچوں کا خیال آیا تو اس نے اِدھر اُدھر دیکھا پھر بڑھئی سے کہنے لگا۔ "میرے بچے کہاں ہیں ذرا دیکھنا کہیں کھیلتے کھیلتے باہر سڑک پر نہ چلے جائیں"۔

بڑھئی نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تمہارے بچے ابھی صحن میں کھیل رہے تھے کھیلتے کھیلتے جو زمین پر لیٹے تو ریچھ بن گئے وہ دیکھو دونوں کیسے مزے سے کھیل رہے ہیں" یہ بات سن کر سنار کے ہوش و حواس جاتے رہے اور وہ چلانے لگا۔ "بے ایمان دھوکے باز۔ کہیں انسان کے بچے بھی حیوان بن جاتے ہیں"۔

بڑھئی بولا :- "اگر یہ بات تمہیں معلوم نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں - ورنہ انسان حیوان بن سکتا ہے - اب ان دونوں بچوں کو یہاں سے لے جاؤ - میرے گھر میں انسان رہ سکتے ہیں حیوان نہیں" سنار نے کہا "میں ان کو ہرگز نہیں لے جاؤں گا یہ میرے بچے نہیں ہیں" بڑھئی بولا "میں ان باتوں کو سننا پسند نہیں کرتا - چلو جاؤ یہاں سے"۔

سنار اور اس کی بیوی آنسو بہاتے ہوئے بڑھئی کے گھر سے چلے گئے اور قاضی کی عدالت میں جا کر فریاد کی - قاضی نے اُس وقت بڑھئی کو طلب کر لیا اور اُس سے پوچھا "تمہارے گھر سے اس کے دو بچے کہاں گئے ؟" اُس نے جواب دیا - "حضور! میرے ہی گھر میں ہیں مگر اب اُن کی شکل و صورت انسانوں جیسی نہیں ہے بلکہ ریچھ کے بچوں جیسی ہے"

قاضی نے کہا - "یہ کیا بکتے ہو - انسان کے بچے بھی کہیں حیوان بن سکتے ہیں ؟"

بڑھئی بولا - "میں نے تو کتابوں میں بھی پڑھا ہے اور بزرگوں سے بھی سنا ہے کہ انسان حیوان بن جاتا ہے اور اگر یہ بات غلط بھی ہو تو یہی مثال موجود ہے"

قاضی نے کہا "تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ ریچھ کے بچے نہیں بلکہ اُس کے بچے ہیں" بڑھئی بولا - "بچوں کو اپنے باپ سے محبت ہوتی ہے اور وہ اُس سے لپٹتے ہیں لہذا ان دونوں بچوں کو بلا لیجیے اگر وہ اس کے بچے ہوں گے تو اسے ضرور لپٹیں گے"

قاضی نے حکم دے کر دونوں بچوں کو منگوا لیا اور انہیں سنار کے سامنے چھوڑ دیا

یہ بچے ہر روز سنار کا مجسمہ دیکھتے ہی تھے اور اُس کی آستین میں سے کھانا نکال کر کھاتے تھے اس لیے وہ سنار کو لپٹنے لگے اور اُس کی آستینوں کی طرف اُچھلنے لگے بڑھئی بولا۔ "دیکھیے قاضی صاحب! اگر یہ اس کے بچے نہیں ہیں تو اسی کو کیوں لپٹ رہے ہیں؟ مجھے یا آپ کو کیوں نہیں لپٹتے؟"

قاضی صاحب نے کہا۔ "بالکل ٹھیک ہے یہ اسی کے بچے ہیں" پھر اس نے سنار سے کہا "تم جھوٹے ہو یہ تمہارے ہی بچے ہیں۔ جنہیں تمہارے کسی گناہ کی سزا میں خدا نے حیوان بنا دیا ہے اب انہیں اپنے گھر لے جاؤ اور اپنے گناہوں کو معاف کرانے کیلئے دعا کرو۔"

سنار روتا ہوا عدالت سے باہر نکلا تو ریچھ کے بچے جو صبح سے بھوکے تھے اُسی کے پیچھے دوڑنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر سب لوگ توبہ توبہ کرنے لگے۔

سنار اپنے گھر جانے کی بجائے بڑھئی کے گھر گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ "بھائی میرا قصور معاف کر دے بتوں کو میں ہی نکال کر لایا تھا۔ اب تو ایک بُت لے لے اور مجھے میرے بچے دیدے۔" بڑھئی نے کہا۔ "میرے حصے کا بُت اور دو سو روپے لے کر آجاؤ تو میں تمہارے دونوں بچے تمہارے سپرد کر دوں گا۔ میں نے تمہارا مجسمہ بنایا تھا اور یہ دو ریچھ کے بچے خریدے جن پر دو سو روپے خرچ ہوئے تھے۔"

سنار گھر گیا اور ایک بُت اور دو سو روپے لے کر آیا پھر اس نے اس کے دونوں بچے اُس کے سپرد کر دیئے اُس روز سے دونوں کی دوستی ختم ہو گئی اب دیکھا تم نے شہزادی صاحبہ! یہ سونا کیسی چیز ہے لہذا اپنے زیور اتار کر رکھ جاؤ۔"

شہزادی نے کھڑکی سے آسمان کی طرف دیکھا اور کچھ کچھ اُجالا دیکھ کر کہنے لگی۔ "اے طوطے! تو نے یہ قصہ سنا کر میری آنکھیں تو کھول دیں۔ لیکن اُدھر دیکھ۔ صبح ہو رہی ہے۔ اب میں کس طرح جاؤں" طوطے نے جواب دیا۔ "یہ تو بہت بُرا ہوا۔ اب تمہارا جانا مناسب نہیں" شہزادی بولی۔ "خیر اگلی رات کو چلی جاؤں گی" پھر وہ جا کر بستر پر لیٹ گئی۔ ساری رات کی جاگی ہوئی تھی۔ فوراً ہی نیند آگئی۔

رات ہوتے ہی شہزادی نے بناؤ سنگھار کیا۔ دھانی دوپٹہ گلے میں ڈالا ہونٹوں پہ مسی ملی، آنکھوں میں کاجل لگایا اور طوطے کے پاس جا کر بولی۔ "اے طوطے! اجازت دے تاکہ میں جا کر پردیسی شہزادے سے انگوٹھی لے آؤں اور انگلی میں پہن کر قسمت کا تماشہ دیکھوں"

طوطا کہنے لگا "بی بی جی! مجھے خود افسوس ہے کہ تم ابھی تک انگوٹھی لینے نہیں گئیں اگر یونہی دن گذرتے گئے اور پھر کسی ایک رات کو تم انگوٹھی لینے چلی گئیں اور فوجی کی طرح شہزادے میاں یہاں پہونچ گئے تو وہ تم کو بدچلن قرار دے کر تم سے نفرت کرنے لگے گا۔ مگر فکر کی بات نہیں اگر تم نے بھی فوجی کی بیوی کی طرح ہوشیاری سے کام لیا تو وہ تم پر شک نہیں کرے گا" خجستہ نے کہا "فوجی کی بیوی نے کیا ہوشیاری کی تھی ذرا بتا تو دے تاکہ میں پہلے ہی سے جواب سوچ لوں"

طوطا کہنے لگا "ایک فوجی کی بیوی بے حد حسین تھی۔ ایک روز اُسے خیال آیا کہ میں فوجی ہونے کے سبب اپنے شہر سے اکثر باہر رہتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ میری غیر موجودگی میں میری بیوی کسی کے دھوکے میں آکر گھر سے بھاگ جائے۔ اس خیال کے آتے ہی اُس نے نوکری چھوڑ دی اور ہر وقت گھر میں رہنے لگا جو روپیہ پاس تھا پانچ چھ مہینے میں خرچ ہوگیا اور اب گھر میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ رہی۔ بیوی کہنے لگی "تمہیں کیا سوجھی جو نوکری چھوڑ کر گھر میں بیٹھ گئے" اُس نے جواب دیا "بیوی! آج کل زمانہ خراب ہے مرد عورت کو خوبصورت اور تنہا دیکھ کر اُسے فریب میں لے لیتے ہیں اور بھگا کر لے جاتے ہیں پھر زیور اور مال واسباب اپنے قبضے میں کرکے عورت کو جان سے مار دیتے ہیں یا اُسے کسی کے ہاتھ فروخت کرکے اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اسی لئے مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تمہیں بھی کوئی فریب نہ دے بیٹھے"

اُس کی بیوی ہنس کر کہنے لگی "تم نے تو کمال ہی کر دیا اگر عورت اپنے گھر کو اپنا گھر نہ سمجھتی ہو اور اپنے شوہر سے بیزار ہو اور اُس کے ساتھ رہنا نہ چاہتی ہو تو شوہر کتنا ہی پہرہ کیوں نہ بٹھا دے وہ بھاگ جائے گی۔ لیکن گھر کو اپنا سمجھنے والی عورت کسی کے فریب میں تو کیا آئے گی کسی کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھے گی اب میں ایک قصہ سُناتی ہوں اُسے سُن کر تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔

فوجی نے کہا "کیا قصہ ہے۔ ذرا سناؤ تو سہی" اُس کی بیوی بولی "ایک نواب زادے کا بھی یہی خیال تھا کہ اگر میں نے بیوی کو گھر میں تنہا چھوڑا تو وہ آوارہ بدچلن ہو جائے گی اسی لئے جب وہ سیر و تفریح کے لئے جاتا تو بیوی کو بھی ہاتھی پر ہودج میں بٹھا لیتا ایک روز جنگل میں ایک غریب لکڑہارا سوکھے درختوں کی تلاش میں پھر رہا تھا اُس نے دور سے ہاتھی آتا دیکھا تو ڈر گیا اور ایک درخت پر چڑھ کر پتوں میں چھپ گیا۔

نواب زادے نے اتفاق سے ہاتھی کو اسی درخت کے نیچے روکا اور ہودج کو اتار کر زمین پر رکھ دیا پھر ہاتھی کو ایک طرف چھوڑ کر شکار تلاش کرنے لگا۔

لکڑہارے نے جب دیکھا کہ وہ ذرا دُور چلا گیا ہے تو درخت سے نیچے اترا امیر زادے کی بیوی نے اُسے دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے؟ اُس نے جواب دیا "میں ایک لکڑہارا ہوں ہاتھی کو دیکھ کر ڈر گیا تھا" وہ کہنے لگی "جسے تو نے دیکھا ہے یہ میرا شوہر ہے اور مجھ پر ذرا اعتبار نہیں کرتا۔ اسی لئے ساتھ لئے پھرتا ہے۔ اب میں اس سے عاجز آ گئی ہوں۔ اگر تیری شادی نہیں ہوئی ہو تو مجھے اپنے ساتھ لے چل میں ایسی امیری کی زندگی سے غریبی کو بہت اچھا سمجھتی ہوں"۔ غریب لکڑہارا خوش ہو گیا اور اُسے اپنے ساتھ لے گیا امیر زادہ واپس آیا تو ہودج خالی دیکھ کر سر پیٹنے لگا لیکن اب کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت" اس قصے کو سن کر فوجی بولا "ٹھیک کہتی ہو بی بی۔ میں نے غلطی کی جو نوکری چھوڑ کر گھر میں بیٹھ گیا۔ اب میں جاتا ہوں اور جہاں کہیں نوکری ملے گی کر لوں گا" پھر اُس نے سفر کی تیاری کی اور جب چلنے لگا تو اُس کی بیوی نے خوش رنگ پھولوں سے بنایا ہوا ایک

گلدستہ دیا اور کہا: "اسے اپنے پاس حفاظت سے رکھنا جب تک میں نیک اور شریف رہوں گی اس کا ہر پھول اسی طرح کھلا رہے گا اور جس وقت شرافت کا دامن چھوڑ ہاتھ سے

چھوٹ گیا اور میں نے بدچلنی اختیار کی تو یہ پھول مرجھا جائیں گے۔"

فوجی اُسے دُعائیں دے کر رخصت ہوا اور ایک دوسرے شہر میں پہونچ کر نوکری تلاش کرنے لگا۔ دو چار دن کے بعد اُسے ایک امیر کے ہاں اچھی نوکری مل گئی۔

فوجی ہر روز اس گلدستہ کو دیکھتا تو ہر پھول کو کھلا ہوا پاتا پھر خوش ہو کر بیوی کے حق میں دُعا کرتا۔ مہینہ پر تنخواہ ملتی تو اپنے خرچ کے لائق روپیہ رکھ کر باقی بیوی کو بھیج دیتا۔ اسی طرح دن گذرتے رہے اور خزاں کا موسم آگیا۔ ہر درخت اور ہر پودا پھول پتوں سے ننگا ہو گیا لیکن فوجی کے گلدستے کے پھول اور پتے بالکل تازہ تھے یہ حال دیکھ کر امیر اور اُس کے مصاحب بہت حیران ہوئے اور انہوں نے فوجی سے اس کا راز معلوم کیا۔ اُس نے جو حقیقت تھی۔ بیان کر دی۔ لیکن امیر کو یقین نہ آیا اور وہ مصاحبوں سے کہنے لگا کہ اس کی بیوی ضرور بدچلن ہے اسی لئے اُس نے کسی خاص ترکیب سے اسے گلدستہ بنا کر دیا ہے تاکہ یہ اُس کا بھروسہ کرتا رہے۔

مصاحبوں نے کہا: "حضور کا خیال درست ہے اب اس کی بیوی کا چال چلن آزمانے کے لئے ایک باورچی کو اُس کے پاس روانہ کرنا چاہیئے۔"

امیر کو یہ تجویز پسند آئی اور اُس نے ایک باورچی کو خرچ کے لئے روپیہ دے کر اور اُسے سمجھا کر روانہ کر دیا وہ دوسرے ہی دن اُس شہر میں پہونچ گیا اور ایک کٹنی کو سمجھا کر فوجی کے گھر بھیج دیا۔ فوجی کی بیوی نے جواب دیا: "اس پردیسی کو میرے ہاں رات کے وقت بھیج دینا۔ کٹنی نے واپس آ کر باورچی کو مبارک باد دی اور اُس سے کہا "آج رات تم چلے جانا تمہیں اس کا دروازہ کھلا ہوا ملے گا۔"

باورچی رات کو فوجی کے گھر گیا تو اس کی بیوی نے خوش آمدید کہا اور اُسے محبت سے صحن میں لے گئی۔ یہاں اُس نے کنوئیں پر کچے سوت سے بنی ہوئی چارپائی رکھ کر اس پر چادر بچھائی ہوئی تھی۔ اُس نے باورچی سے کہا: "اس پر آرام سے بیٹھ جاؤ" وہ جیسے ہی چارپائی پر بیٹھا۔ سوت ٹوٹ گیا اور وہ کنوئیں میں گر پڑا۔ فوجی کی بیوی نے کنوئیں میں جھانک کر کہا: "سچ سچ کہو تجھے میرے گھر کا پتہ کس نے دیا اور تو نے مجھے بدچلن کیوں سمجھا؟" باورچی نے مجبور ہو کر حقیقت بیان کر دی۔

امیر باورچی کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن جب وہ نہیں پہونچا تو اُس نے اس خیال سے کہ

باورچی کو فوجی کا مکان نہ ملا ہوگا۔ دوسرے باورچی کو روانہ کر دیا لیکن اس کا بھی یہی حشر ہوا آخر امیر اپنے مصاحبوں اور فوجی کو ساتھ لے کر کسی بہانے سے اس شہر میں گیا۔

فوجی اپنے آقا سے اجازت لے کر گھر گیا اور بیوی کا دیا ہوا گلدستہ اُس کے سامنے رکھ کر کہا "بیوی تم نے سچ کہا تھا اس کے پھول اور پتّے ابھی تک تر و تازہ ہیں"۔

بیوی نے باورچیوں کا سارا حال کہہ سُنایا اور کہا "اب ان دونوں کو جو جی چاہے سزا دیجئے"۔

فوجی نے دونوں کو کنوئیں سے باہر نکالا اور انہیں ٹاٹ کے کپڑے پہنا کر اُن سے کہا آج ہمارے چند مہمان آ رہے ہیں اس لئے تم دونوں نفیس اور لذیذ کھانے تیار کرو پھر ہمارے مہمانوں کے سامنے رکھنا اس خدمت کے صلہ میں ہم تمہیں آزاد کر دیں گے"۔

دونوں باورچی کھانا تیار کرنے لگے اور فوجی امیر کو بلانے چلا گیا۔ امیر اور اُس کے مصاحبوں نے اُس کی دعوت کو قبول کیا اور اُس کے ہمراہ اُس کے گھر چلے آئے۔

دسترخوان پر جب دونوں باورچیوں نے کھانا چُنا تو امیر نے انہیں پہچان لیا اور اُن سے کہا "یہ کیا۔ تم یہاں نوکری کر رہے ہو"۔ انہوں نے جواب دیا۔ "حضور! اس فوجی کی بیوی نیک چلن ہے آپ کا خیال بالکل غلط نکلا اور ہم یہاں عذاب میں مبتلا ہو گئے"

پھر فوجی کی بیوی نے چلمن کی اوٹ سے کہا۔ "امیر صاحب! آپ نے تو مجھ پر شبہ کیا تھا بلکہ یقین کر لیا تھا کہ میں آوارہ اور بدچلن ہوں اب ذرا ان باورچیوں سے حقیقت تو معلوم کر لیجئے"۔ امیر نے شرمندہ ہو کر کہا "بہن! معافی چاہتا ہوں۔ مجھ سے غلطی ہوئی"۔

کاٹھ کی عورت اور سخی کا ہنر

طوطے نے کہا "شہزادی صاحبہ! اب جلدی کرو اور جا کر انگوٹھی لے آؤ۔"
شہزادی نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا "اے طوطے! مرغ بانگ دے رہا ہے اب کیسے جا سکتی ہوں یہ رات بھی گئی اب تو کل ہی جاؤں گی" پھر وہ جا کر سو گئی۔
رات ہوتے ہی وہ پھر طوطے کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ "اے طوطے! اب مجھے اجازت دے کہ میں جا کر انگوٹھی لے آؤں" طوطے نے کہا "تم جاؤ لیکن چہرے پہ نقاب ڈالکر اُس سے بات کرنا۔ چونکہ ڈرتا ہوں کہ تمہارا حُسن دیکھ کر وہ کہیں دیوانہ نہ ہو جائے اور اور لکڑی کی عورت کی طرح تمہارے ساتھ سلوک نہ کرے" شہزادی نے حیران ہو کر پوچھا "لکڑی کی عورت کیسی؟" طوطا کہنے لگا "ایک مرتبہ چار دوست روزگار کی تلاش میں نکلے ان میں سے ایک بڑھئی تھا۔ دوسرا درزی، تیسرا سُنار اور چوتھا زاہد تھا۔ چاروں سفر کرتے کرتے ایک جنگل میں پہونچے تو رات ہو گئی۔ چاروں رات بسر کرنے کے لئے ایک جگہ ٹھہر گئے اور آپس میں صلاح ٹھہرائی کہ باری باری چاروں پہرہ دیں۔ پھر تینوں سو گئے اور بڑھئی پہرہ دینے لگا۔ اُس نے خالی بیٹھنے سے کام کرنا بہتر سمجھا اور ایک درخت سے لکڑی کاٹ کر اس کی ایک عورت تراش لی۔ اُس کی صورت اور نقش و نگار بہت عمدہ بنا کے پھر درزی کو جگا کر خود سو گیا۔ درزی نے جو اس عورت کو دیکھا تو دل میں کہا۔ اس بڑھئی نے تو خوب ہنر دکھایا لیکن میں بھی تو اپنے فن میں کمال رکھتا ہوں۔ پھر اُس نے نہایت عمدہ کپڑے سی کر اس کو پہنائے اور سُنار کو جگا کر سو گیا اُس نے عورت کو دیکھ کر دل میں کہا۔ "اوہو ان دونوں نے تو بڑی کاری گری دکھائی لیکن میں کیا کم ہوشیار ہوں" پھر اس نے زیور گھڑ کر اس عورت کو پہنا دیئے اور وہ دلہن بن گئی۔ پھر سُنار زاہد کو جگا کر سو گیا۔
زاہد نے اُٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھنے لگا سلام پھیرتے ہی اُس کی نظر اس عورت پہ پڑی تو وہ سوچنے لگا کہ ان تینوں نے اپنا اپنا کمال دکھایا ہے اب مجھے بھی کچھ کرنا چاہیئے ورنہ ان تینوں کی نظر میں میری کوئی وقعت نہ رہے گی یہ سوچ کر وہ سجدے میں گر پڑا اور خدا

سے دعا کرنے لگا کہ اے معبودِ حقیقی! عزت اور ذلت دونوں تیرے ہاتھ میں ہیں اگر تو اس کاٹھ کی عورت میں جان ڈال دے تو میری عبادت کی لاج رہ جائے گی۔

خدا کی قدرت کہ زاہد کی دعا قبول ہوئی اور اس میں جان پڑ گئی اُدھر صبح ہوئی اور تینوں بھی اُٹھ بیٹھے انہوں نے جو کاٹھ کی عورت کو چلتے پھرتے اور بات چیت کرتے ہوئے دیکھا تو حیران رہ گئے پھر بڑھئی کہنے لگا "عورت میری ہے اس کے قریب کوئی نہ جائے چونکہ درخت میں سے لکڑی کاٹ کر میں نے اسے بنایا تھا" درزی بولا "واہ بھئی واہ! یہ تو میری ہے میں نے اسے کپڑے پہنا کر ایسے عزت بخشی ہے" سنار نے کہا "کیا کہتے ہیں۔ زیور پہنا کر تو میں نے اسے دلہن بنایا ہے یہ میری ہے" زاہد بولا "میری دعا سے حق تعالیٰ نے اسے جان دی ہے اس لئے سوائے میرے اور کسی کا حق نہیں ہے جو اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھے۔"

غرض بات بڑھ گئی اور چاروں دوست آپس میں جھگڑنے لگے۔ اسی وقت ایک راہگیر کا اس طرف سے گزر ہوا تو چاروں نے فیصلہ کیلئے اسے بلایا اُس نے جو عورت کا حسن اور خوب صورتی دیکھی تو فریفتہ ہو گیا اور بجائے فیصلہ کرنے کے کہنے لگا "یہ تو میری بیوی ہے اور تم چاروں اسے بھگا کر لائے ہو اب تمہیں کوتوال کے پاس چلنا ہوگا" چاروں بہت گھبرائے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے مگر کوئی تدبیر نہ سوجھی اور راہگیر ان سب کو کوتوال کے پاس لے گیا وہ حسین عورت کو دیکھ کر بولا "یہ تو میرے بھائی کی بیوی ہے وہ اسے ساتھ لے کر سفر پر گیا تھا میرا خیال ہے کہ تم پانچوں نے اس کو تو جان سے مار دیا ہے اور اسے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔" وہ انہیں قاضی کے پاس لے گیا اُس نے خوب صورت عورت کو دیکھ کر سوچا کہ اسے تو اپنے گھر میں رکھنا چاہیے یہ سوچ کر وہ کہنے لگا "یہ تو میری کنیز ہے میں ایک عرصہ سے اس کو تلاش کر رہا تھا چونکہ میرا بہت سامال واسباب اور زیور لے کر فرار ہو گئی تھی آج قسمت سے یہ مل گئی ہے اب تم میرا زیور اور مال واسباب بھی لا کر دو۔"

یہ بات اور بھی طول پکڑ گئی اور ایک خلقت تماشہ دیکھنے کے لئے کھڑی ہو گئی آخر ان تماشائیوں میں سے ایک عمر رسیدہ آدمی نے کہا "اس جھگڑے کا فیصلہ قیامت تک نہ ہو سکے گا اس لئے یہاں سے دس کوس کے فاصلہ پر چلو وہاں پیپل کا ایک بہت پرانا درخت ہے وہ ہر اُلجھے ہوئے معاملہ کا صحیح فیصلہ دیتا ہے" لہٰذا سب نے اس بات کو منظور کیا اور اس درخت کے پاس پہنچے پھر عورت کو درخت کے پاس سامنے کھڑا کیا اور تماشائیوں میں سے ایک

شخص نے آگے بڑھ کر درخت سے کہا "اے انصاف کے بادشاہ! تو ہی بتا کہ یہ حسین عورت حقیقت میں کس کا حق ہے" اُسی وقت درخت کے پتے کھڑکھڑانے لگے جیسے بہت زبردست آندھی آگئی ہو پھر اُس کا تنا کھل گیا اور عورت دوڑ کر اس میں سما گئی چند لمحوں کے بعد اس درخت سے آواز آئی "ہر چیز ایک وقت اپنی اصلیت پر آجاتی ہے۔ لہٰذا اب یہاں سے جاؤ اور اپنا اپنا کام کرو" ساری خلقت کے ساتھ ساتھ وہ ساتوں بھی وہاں سے واپس چلے آئے اور بہت شرمندہ ہوئے۔"

یہ کہانی سُنا کر طوطے نے کہا "بی بی جی! اب اپنے چہرے پر نقاب ڈالو اور جا کر انگوٹھی لے آؤ" شہزادی نے آسمان کی طرف دیکھا تو صبح ہو رہی تھی وہ بہت ہی اُداس ہوئی اور کہنے لگی "افسوس! ساری رات کہانی سُننے میں گذر گئی اب رات کو جاؤں گی اور انگوٹھی لے کر آؤں گی" پھر وہ جا کر سو گئی۔

رات ہوتے ہی وہ جانے کے لئے تیار ہوئی اور طوطے سے بولی "اے طوطے میں بہت شرمندہ ہوں کہ ہر رات تجھے جگاتی ہوں۔ لیکن جانے سے رہ جاتی ہوں، تم اپنا آرام چھوڑ کر مجھے نصیحتیں کرتا اور نئی راہ دکھاتا ہے میں اس احسان کو کبھی نہیں بھول سکتی۔"

طوطے نے کہا "بی بی جی! میں تو آپ کے شوہر کا زر خرید ہوں میرا احسان کیا رائے رایان کی طرح میں تو اپنا سر بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔"

شہزادی بولی "رائے رایان نے اپنا سر کس کو دیا تھا؟" طوطا کہنے لگا "قنوج کے راجہ کی بیٹی حسن و جمال میں بے مثل تھی۔ ایک روز ایک فقیر نے اُسے دیکھا تو فریفتہ ہو گیا۔ اُس نے دل کو بہت سمجھایا لیکن دل اُس کے قابو میں نہ آیا آخر وہ دربار میں پہونچا اور راجہ سے کہا کہ اے راجہ! میں تیری بیٹی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اگر تو اُس کا بیاہ مجھ سے کر دے تو میں زندہ رہوں گا ورنہ بے موت مروں گا اور خون ناحق تیری گردن پر ہوگا" راجہ کو بہت غصہ آیا اور اُس نے دیوان کو بُلا کر کہا "اس ذلیل اور کمینے کو قتل کرا دو۔ یہ کمبخت ہماری عزت پر حملہ کر رہا ہے۔"

دیوان سمجھ دار اور تجربہ کار شخص تھا اُس نے کہا "اس کی گردن اُڑا دینے سے آپکی رسوائی ہوگی اس لئے بہتر یہ ہے کہ ایسی تدبیر اختیار کی جائے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے" راجہ نے کہا "آخر ایسی کون سی تدبیر ہے؟" دیوان بولا "اے فقیر!

اگر تو راجکماری سے شادی کرنا چاہتا ہے تو سونے سے لدا ہوا ایک ہاتھی لے کر آ۔"

فقیر دربار سے چلا آیا اور پریشان رہنے لگا کہ میرے پاس تو ایک گدھا خریدنے کیلئے بھی روپیہ نہیں ہے ہاتھی اور وہ بھی سونے سے لدا ہوا کہاں سے لاؤں۔"

آخر ایک شخص نے اسے مشورہ دیا کہ اس شہر میں رائے رایان ہی ایسا سخی اور بلند ہمت شخص ہے جو تجھے ہاتھی دے سکتا ہے لہذا تو جا کر قسمت آزما۔ فقیر خوش ہو کر رائے رایان کے پاس گیا اور اُسے اپنی داستان سُنا کر سونے سے لدا ہوا ہاتھی مانگا۔ اُس نے خوش ہو کر دے دیا اور وہ دوڑتا ہوا راجہ کے پاس پہونچا۔ دیوان سونے سے لدا ہوا ہاتھی دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ رائے رایان نے ہی دیا ہوگا۔ پھر وہ کہنے لگا۔ "اے فقیر! اب تیرا بیاہ راجکماری سے ہو سکتا ہے لیکن تو اُسے اپنے ساتھ لے جا نہیں سکتا اگر لے جانا چاہتا ہے تو رائے رایان کا سر کاٹ کر لے آ۔ فقیر نے وعدہ کیا اور رائے رایان کے پاس جا کر بولا۔ "حضور! راجہ کو آپ کا سر درکار ہے اگر اُسے سر نہ ملا تو وہ اپنی بیٹی کو میرے حوالے نہیں کریگا" رائے رایان نے کہا "میرا سر حاضر ہے تو میری گردن میں رسی باندھ کر مجھے راجہ کے پاس لے چل اگر وہ سر کے علاوہ کچھ اور بھی طلب کرے تو میں حاضر کر دوں گا اور اگر سر ہی درکار ہے تو میں وہ بھی دے دوں گا۔" فقیر یہ بات سُن کر بہت خوش ہوا اور رائے رایان کی گردن میں رسی باندھ کر لے گیا راجہ اُس کی بہادری دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا اس زمانے میں تجھ سے زیادہ

طوطے کی بے وفائی

سخی اور جان مرد کوئی نہیں ہے ورنہ ایک فقیر کی خاطر کون اپنا سر دیتا ہے۔" پھر اُس نے راجکماری کو بلا کر رائے رایان سے کہا "یہ میری بیٹی حاضر ہے اب یہ آپ کی باندی ہے جسے چاہے اسے دے دیجیے" فقیر نے دل میں کہا "رائے رایان کیا دلیر ہے اور اس کی قدر کرنیوالا راجہ کیا بلند ہمت ہے افسوس کہ تونے کچھ نہ کیا" پھر اس نے ہاتھ جوڑ کر راجہ سے کہا "مجھے معاف کر دیجیے میں راجکماری کے لائق نہیں ہوں۔ اس کے لئے ایک بلند حوصلہ اور بہادر راجکمار کی ضرورت ہے" اور وہ دربار سے چلا گیا۔

شہزادی خجستہ بولی "رائے رایان نے تو کمال ہی کر دیا" طوطا کہنے لگا "بس اُسی کی طرح میرا سر بھی تمہارے لئے حاضر ہے اب جاؤ ورنہ دیر ہو جائے گی"

شہزادی نے جمائی لیتے ہوئے کہا "اے طوطے! غور سے سُن اذان کی آواز آ رہی ہے اب جانے کے لئے کیا وقت رہ گیا ہے" طوطے نے جواب دیا "بی بی جی! اگر انگوٹھی تمہارے نصیب میں ہے تو کل ہی جائے گی فکر نہ کرو اور آرام سے سو جاؤ"

شہزادی چلی گئی اور رات ہوتے ہی پھر اجازت لینے کے لئے آ موجود ہوئی۔ اس وقت طوطا کچھ مغموم تھا۔ شہزادی کہنے لگی۔ "اے طوطے آج کیا بات ہے بہت رنجیدہ نظر آ رہا ہے؟" اُس نے جواب دیا "شہزادی صاحبہ! میں اس سوچ میں ہوں کہ جس طرح ایک طوطے نے شاہ عالم بادشاہ کے ساتھ بے وفائی کی تھی اسی طرح یہ شہزادہ بھی کہیں تمہیں انگوٹھی دیکر کسی اور چیز کا لالچ نہ دے بیٹھے چونکہ اس میں دھوکا اور فریب ہو سکتا ہے"

شہزادی نے کہا "شاہ عالم بادشاہ کے ساتھ طوطے نے کیسے بے وفائی کی؟" وہ کہنے لگا ایک روز ایک شکاری نے جال بچھا کر ایک طوطے کو اُس کے بچوں سمیت گرفتار کر لیا۔ طوطا سمجھ دار تھا۔ اپنے بچوں سے بولا۔ "تم سب سانس روک کر پڑ جاؤ۔ شکاری سمجھے گا کہ تم مر چکے ہو پھر وہ جیسے ہی تمہیں جال سے نکال کر باہر پھینکے۔ تم اڑ کر درخت پر بیٹھ جانا بعد میں میں بھی کسی نہ کسی تدبیر سے نکل آؤں گا" بچے اسی وقت بے دم ہو کر پڑ گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد شکاری آیا تو اس نے بچوں کو مردہ سمجھ کر باہر پھینک دیا لیکن وہ سب ایک ایک کر کے اڑ گئے اور درخت کی شاخ پر جا بیٹھے یہ حال دیکھ کر شکاری کو بہت غصہ آیا اور اس نے طوطے کو مٹھی میں لے کر کہا: "اس کم بخت ہی کو لے جا کر کیا کروں گا اسے جان سے مار کر نہ پھینک دوں" طوطا اس کی بات سن کر بولا "شکاری! مجھے مارنے سے تو اپنا نقصان کرے گا۔ تجھے معلوم نہیں ہے کہ میں ایک قابل اور تجربہ کار طبیب بھی ہوں مجھے بادشاہ کے پاس لے چل۔ وہ مجھے کئی ہزار اشرفیوں میں تجھ سے خریدے گا اور اس طرح تو خوب امیر ہو جائے گا" شکاری کو یہ بات پسند آئی اور وہ اُسے پنجرے میں بند کر کے شاہ عالم بادشاہ کے پاس لے گیا اور اس سے طوطے کی بہت تعریف کی۔ شاہ عالم نے کہا: "اگر میں اس کے علاج سے صحت مند ہو گیا تو میں تجھے دس ہزار اشرفیاں دوں گا"

طوطا بادشاہ کو جو دوائیں بتاتا وہ ان ہی کو منگا کر پیتا اس طرح ڈیڑھ ہفتہ میں اس کا مرض جاتا رہا صرف معمولی تکلیف رہ گئی۔ پھر طوطے نے کہا "اب اگر مجھے پنجرے سے باہر نکال دیا جائے تو ایک بوٹی خود جا کر لے آؤں اس بوٹی کو کھانے کے بعد آپ بالکل تندرست ہو جائیں گے بادشاہ نے اس کی بات پر یقین کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ وہ اڑ کر سیدھا اپنے بچوں کے پاس چلا گیا اور پھر کبھی لوٹ کر نہیں آیا بادشاہ نے سمجھا کہ شکاری نے اسے دھوکا دیا ہے اس لئے اس نے شکاری کو قید کر دیا اس طرح اُسے طوطے کو قید کرنے کی سزا مل گئی۔

چالاک اور مکّار بیوی

طوطے کی کہانی سُن کر شہزادی خجستہ بولی "واہ ری قسمت! کہانی سننے کیا بیٹھی صبح ہی ہو گئی مجھے انگوٹھی حاصل کرنے کا جتنا شوق ہے اتنے ہی دن گذرتے جا رہے ہیں۔"

طوطا کہنے لگا۔ "مجھے بھی افسوس ہے۔ لیکن کیا کروں۔ تمہاری عزّت کا بھی خیال ہے اس لئے زمانے کی اُونچ نیچ سمجھانا بھی ضروری ہے۔ خیر رات کو چلی جانا۔"

شہزادی دن گذار کر رات کو پھر آئی تو طوطا بولا "شہزادی صاحبہ! جا تو رہی ہو لیکن یہ یاد رکھنا کہ اگر راہ میں یا اُس شہزادے کے پاس تمہارا شوہر مل جائے تو سوداگر کی بیوی کی طرح خود کو بچا لینا" شہزادی نے کہا "وہ کس طرح؟" طوطے نے کہا۔ "ایک سوداگر کو پردیس گئے ہوئے جب کئی مہینے گذر گئے تو اُس کی حسین بیوی بد چلن ہو گئی۔

سوداگر جب واپس اپنے شہر پہونچا تو رات کا وقت تھا۔ اُس نے سوچا کہ سفر کی تکان سے بُرا حال ہو رہا ہے اس لئے گھر جانے سے بہتر ہے کہ رات کسی سرائے میں گذاری جائے۔ صبح نہا کر کپڑے بدل کر گھر جاؤں گا۔ یہ سوچ کر وہ سرائے میں چلا گیا۔

سوداگر اپنا اسباب رکھ کر بستر پر لیٹا تو ایک کٹنی اُس کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ "میاں سوداگر! اس سرائے کا چلن بھی معلوم ہے جس کے ساتھ عورت نہیں ہوتی یہاں ٹھہرے ہوئے لوگ اُسے لُچا اور آوارہ سمجھتے ہیں تم بھی اکیلے ہو اس لئے یہاں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔"

سوداگر بولا۔ "میں عورت کہاں سے لاؤں" کٹنی نے کہا "کرائے کی عورت منگوالو۔ ورنہ بے عزّت ہو کر نکالے جاؤ گے۔" سوداگر بہت پریشان ہوا اور کہنے لگا۔ "اگر عورت کرائے پر مل جائے تو تم انتظام کر دو میں اُس کا کرایہ ادا کر دوں گا۔"

کٹنی کی شناسائی کئی عورتوں سے تھی وہ باری باری ہر ایک کے گھر گئی۔ لیکن اتفاق سے کوئی بھی نہ ملی۔ آخر وہ اُسی سوداگر کے گھر گئی اور اُس کی بیوی سے بولی "آج سرائے میں ایک بہت مالدار سوداگر آیا ہے وہ نہایت ہی سیدھا اور بھولا آدمی ہے بس تم جلدی سے تیار ہو جاؤ اور چل کر اب منتر پھونک کہ وہ دس بیس اشرفیاں دیدے۔"

سوداگر کی بیوی خوش ہو گئی اور جلدی جلدی بناؤ سنگھار کر کے اُس کے ساتھ روانہ ہوئی

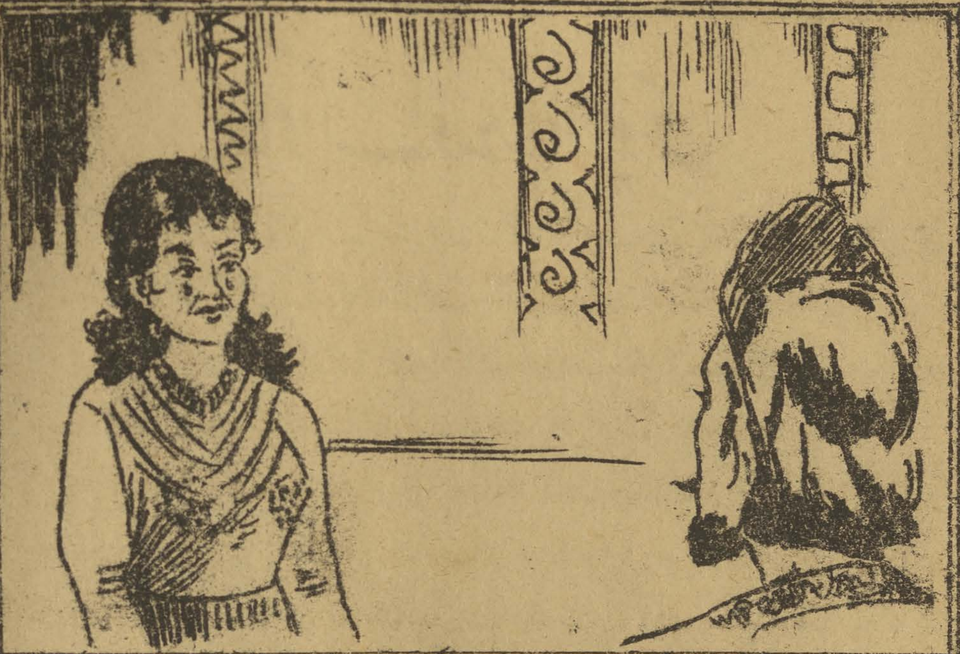

اور سرائے میں پہونچ کر اُس کمرے میں جس میں سوداگر چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا بے دھڑک چلی
گئی۔ وہاں اُس نے اپنے شوہر کو اور سوداگر نے اپنی بیوی کو دیکھا تو دونوں بھونچکے رہ
گئے۔ بیوی بہت چالاک تھی مکار عورت تھی۔ فوراً ہی چیخیں مار مار کر رونے لگی اُس کی
آواز سُن کر سرائے میں ٹھہرے ہوئے سارے مسافر آ گئے اور پوچھنے لگے کہ رونے کی وجہ
کیا ہے اُس نے کہنا شروع کیا۔ "بھائیو یہ میرا شوہر ہے جو سات آٹھ مہینے سے پردیس گیا ہوا
تھا اور میں گھر میں تنہا اس کا انتظار کر رہی تھی۔ آج یہ اپنے شہر میں آیا ہے تو بجائے مجھ بدنصیب
کے پاس آنے کے یہاں سرائے میں اُترا ہے اور ایک کٹنی کو کرائے کی عورت لانے کیلئے بھیجا وہ
تو یوں کہو کہ وہ کٹنی اسے پہچانتی ہے اس لئے وہ سیدھی میرے پاس گئی اور مجھے بلا کر ساتھ
لے آئی اب تم ہی فیصلہ کرو کہ اس کا یہ عمل کہاں تک درست ہے"

لوگوں نے سوداگر کو بہت شرمندہ کیا اور کہا "خدا نے تمہیں ایسی حسین و جمیل بیوی دی ہے
پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اس سے کیوں نفرت کرتے ہو خیر جو ہوا سو ہوا اب اس کے ساتھ اپنے
گھر جاؤ اور آئندہ اس کے دل کو صدمہ نہ پہونچانا" سوداگر خاموش تھا۔ چوروں کی طرح سامان
اُٹھا کر بیوی کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ دیکھا بی بی جی! چالاک بیوی نے کس طرح خود کو بچالیا"۔

شہزادی بولی "واقعی! بہت چالاک عورت تھی۔ اُس کا قصہ سُن کر تو میری آنکھیں ہی
کھل گئیں۔ لیکن یہ کیا۔ مرغ بانگ دے رہے ہیں اے طوطے!! آج بھی صبح ہی ہو گئی"

بچالیا دامن اپنا!

طوطے نے کہا " قدرت کو یہی منظور تھا۔ اب آرام کرو۔ رات کو چلی جانا" شہزادی کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں اس لیے وہ اُٹھ کر بستر پہ جا لیٹی۔

رات کو جب ہر طرف خاموشی طاری ہو گئی تو خجستہ بناؤ سنگھار کرکے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی" پیارے طوطے! اب میں جا رہی ہوں" طوطے نے کہا " ہاں! اب تمہیں جانا چاہئیے کئی روز گذر گئے انتظار میں لیکن عقلمندوں نے کہا ہے کہ جو شخص سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتا ہے اُسے کبھی شرمندگی نہیں ہوتی بلکہ گنوار کی بیوی کی طرح ہمیشہ سرخرو رہتا ہے۔"

شہزادی خجستہ بولی " گنوار کی بیوی کا قصہ کیا ہے۔ ذرا جلدی جلدی بیان کرو۔ تاکہ میں اسے سنکر ہی یہاں سے قدم نکالوں" طوطا کہنے لگا " ایک گنوار بہت ہی بدصورت تھا لیکن اس کی بیوی بہت خوب صورت تھی وہ تو اپنی بیوی کو چاہتا تھا لیکن بیوی کو اس کی شکل سے نفرت تھی ایک روز وہ اپنے مکان کی چھت پر بیٹھی ہوئی تھی کہ نیچے سے ایک کسان کے بیٹے کا گذر ہوا وہ بھی اُسی کی طرح بہت خوب صورت تھا اُس نے کسان کے بیٹے سے کہا " آج آدھی رات کے وقت سامنے والے درخت کے نیچے میرا انتظار کرنا میں ایک بات کہونگی۔"

رات کو جب گنوار سو گیا تو اُس کی بیوی دبے پاؤں اُٹھ کر باہر چلی گئی وہاں درخت کے نیچے کسان کا بیٹا انتظار کر ہی رہا تھا۔ دونوں نیچے بیٹھ گئے۔ پھر گنوار کی بیوی بولی " میرا شوہر بہت ہی بدصورت ہے اور میں اُس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ اب تم کہو تمہاری مرضی کیا ہے اگر میں اپنا گھر چھوڑ دوں تو تم مجھ سے بیاہ کر لوگے ؟"

اُس نے جواب دیا " بڑے شرم کی بات ہے کہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر بھاگنا چاہتی ہو میں تو اس خیال سے آیا تھا کہ شاید اپنے گھر کی زمین کھدوا کر چھپا ہوا خزانہ نکالنی چاہتی ہو جاؤ اور اپنے گھر میں عزت کے ساتھ رہو" ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ گنوار کا باپ کسی کام سے گھر سے باہر نکلا۔ اُسے دیکھ کر وہ زمین پر لیٹ گئی اور کسان کے بیٹے کو بھی یہ کہہ کر لٹا لیا کہ یہ میرا سسر ہے اگر اس نے پہچان لیا تو بہت بُرا ہوگا اس طرح لیٹ جاؤ کہ

یہ سمجھے ہم دونوں مسافر ہیں اور یہاں سو رہے ہیں وہ ان دونوں کو دیکھ کر ان کے قریب آیا اور اپنی بہو کو پہچان کر اُس کے پاؤں سے ایک جوتی اتار کر لے گیا۔

گنوار کی بیوی نے کسان زادہ سے کہا "اب تم چلے جاؤ" اُس نے کہا "میں جا تو رہا ہوں لیکن اب اپنے شوہر کو چھوڑ اور کسی غیر مرد سے بات کرنے کا خیال دل سے نکال دینا" پھر وہ چلا گیا اور گنوار کی بیوی گھر میں جا کر اپنے بستر پر لیٹ گئی تھوڑی دیر کے بعد شوہر کو جگا کر کہنے لگی "آج گرمی ہے چل کر باہر درخت کے نیچے سونا چاہیئے"

گنوار کو اپنی بیوی بے حد عزیز تھی اس لیئے وہ فوراً ہی اُٹھ کر باہر چلا گیا اور دونوں درخت کے نیچے سو گئے۔ صبح جب اُن کی آنکھ کھلی تو بیوی کہنے لگی "ہے ہے میری ایک جوتی کون لے گیا"

گنوار بولا "کوئی بدمعاش آیا ہو گا خیر اب گھر میں چلو" اور وہ دونوں اُٹھ کر اندر چلے گئے سورج نکلنے کے بعد گنوار کے باپ نے کہا "میں تیری بیوی کو اب اس گھر میں نہیں رہنے دوں گا یہ بدمعاش ہے بدچلن اور آوارہ ہے رات کو ایک غیر مرد کے ساتھ درخت کے نیچے سو رہی تھی۔ میں نشانی کے طور پر اس کی ایک جوتی اتار کر لے آیا تھا"

گنوار کہنے لگا "تمہیں دھوکا ہوا ہے وہ کوئی دوسرا مرد نہیں تھا اس کے پاس تو میں سو رہا تھا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم میری نیک طینت بیوی پر الزام لگا رہے ہو"

گنوار کا باپ بہت شرمندہ ہوا اور اپنی بہو کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگا "میں غلط سمجھا تھا بُرا نہ ماننا" اس طرح گنوار کی ہوشیار بیوی نے اپنے سسر کو شرمندہ کر دیا اور خود گنوار کی نظروں میں اچھی بنی رہی اس کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے فوراً ہی بچنے کے لئے تدبیر سوچ لی تھی اب بی بی جی۔ تم چلی جاؤ"

شہزادی خجستہ ٹھنڈا سانس لے کر کہنے لگی "بڑی عقلمند تھی وہ عورت۔ کمال کر دیا کمبخت نے۔ ہیں۔ صبح ہو رہی ہے۔ اب کیا کروں"

طوطے نے کہا "یہ رات بھی گئی۔ لیکن تمہیں ایک نئی بات تو مل گئی" شہزادی خاموشی سے اُٹھ کر چلی گئی اور سارا دن سوتی رہی۔ رات کو پھر طوطے کے پاس آئی اور بولی۔ "اے طوطے! دعا کر کہ آج میری مراد بر آئے" طوطے نے کہا "میری طرف سے اجازت ہے لیکن بدقسمتی سے اگر وہ دھوکا دے بیٹھے تو گھبرانا نہیں بلکہ امیر کی بہو کی طرح صبر شکر کرتی اور مسکراتی ہوئی چلی آنا" خجستہ بولی۔ "اُسے کس نے دھوکہ دیا تھا؟"

سوداگرزادی اور گیدڑ

طوطا کہنے لگا: "ایک امیر کا بیٹا بہت کم عقل اور بے شعور تھا۔ اُس نے اپنی شادی ایک سوداگرزادی سے کر لی۔ وہ بیوی خوبصورت تھی، کام کاج میں ہوشیار اور سلیقہ شعار تھی اُسے گانے سے بھی لگاؤ تھا۔ ایک رات وہ مکان کی چھت پر کھڑی ہوئی تھی اور نیچے میدان میں ایک شخص درخت سے ٹیک لگائے گیت گا رہا تھا۔ اُس کی آواز درد میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اور گیت کے بول بھی ایسے تھے کہ اُس سے رہا نہ گیا اور وہ خود ہی نیچے اتر آئی اور گانے والے نوجوان سے بولی: "تیری آواز نے میرا دل موہ لیا ہے اگر تو مجھے اپنے ساتھ کسی دوسری جگہ لے چلے تو میں اپنے بدصورت شوہر کو چھوڑ کر تیرے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔"

نوجوان گویّے نے کہا: "میں ایک غریب آدمی ہوں۔ اگر تم تیار ہو تو اپنا زیور اور شوہر کا روپیہ نکال کر لے آؤ۔ پھر کسی شہر میں جا کر کاروبار کریں گے اور محبت کی زندگی بسر کریں گے۔"

سوداگر کی بیٹی واپس گھر میں گئی اور شوہر کو گہری نیند میں دیکھ کر جلدی جلدی زیور کی صندوقچی اور تجوری میں سے کئی ہزار روپے نکال کر باہر آ گئی۔ گویّے نوجوان نے انہیں دیکھ کر کہا: "اب فکر نہ کرو ساری عمر عیش کریں گے۔" پھر وہ اُس کو جنگل کی طرف لے گیا۔ راستے میں کہنے لگا: "جنگل میں چور اچکے چھپے رہتے ہیں۔ مسافروں کے لٹنے کا خوف ہے۔ اس لئے زیور اُتار کر اسی صندوقچی میں رکھ دو تاکہ چور اچکے تمہیں بغیر زیور کے دیکھ کر کچھ نہ کہیں۔" وہ اُس کی باتوں میں آ گئی اور اُس نے بدن کا سارا زیور اُتار کر صندوقچی میں رکھ دیا۔

وہ دونوں چلتے چلتے ایک ندی کے کنارے پر پہنچے تو نوجوان نے کہا: "اب بہت تھک گئے ہیں۔ رات یہاں آرام کیوں نہ کریں۔" پھر وہ دونوں درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جسم تھکان سے چور چور تھا اس لئے سوداگر کی بیٹی فوراً ہی سو گئی۔

سورج کی پہلی کرن کے ساتھ اُس کی آنکھ کھلی دیکھا تو وہاں نہ تو جوان تھا اور نہ زیور کی صندوقچی اور نہ روپوں کی تھیلی۔ وہ بہت گھبرائی اور دل ہی دل میں کہنے لگی۔ "کمبخت دھوکا دے گیا۔ بدمعاش کا کیا بگاڑا لیا اب کیا کروں گھر میں کسی کو منہ دکھانے کے

قابل بھی نہیں رہی اب تو شب بھر کر مر جاتی ہوں۔"

وہ پریشان تھی کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ ایک طرف سے ایک گیدڑ منہ میں ایک بوٹی لئے ہوئے ندی کے کنارے پر آیا۔ اسی وقت ایک مچھلی نے پانی سے سر اُٹھایا۔ اسے دیکھ کر اس نے بوٹی ایک طرف پھینک دی اور مچھلی کی طرف دوڑا۔ مچھلی پانی میں چلی گئی اور گیدڑ دیکھتا رہ گیا۔ بوٹی کو چیل اُڑا لے گئی۔ اس کو بھی نہ پایا جو کہ اسے ایک کتے سے بچا کر لایا تھا۔

سوداگر کی بیٹی اس تماشہ کو دیکھ کر ہنسنے لگی۔ گیدڑ بولا "تو کیوں ہنس رہی ہے؟" کہنے لگی: "جو آدھی کو چھوڑ ساری کو جاوے تو پھر ساری ملے نہ آدھی کو پاوے۔"

گیدڑ نے کہا "ٹھیک کہتی ہو بدصورت شوہر کو چھوڑ کر خوب صورت کے ساتھ بھاگ گئی تھی اب نہ وہ رہا نہ یہ رہا۔ ہم دونوں ایک ہی ناؤ کے مسافر ہیں پھر کیوں ہنس رہی ہے؟"

سوداگرنی اس بات کو سنتے ہی رونے لگی۔ گیدڑ کو اس کے حال پر ترس آ گیا اور اس کے قریب آ کر کہنے لگا میں تجھے ایک تدبیر بتاتا ہوں اگر تو نے اس پر عمل کیا تو تیری عزت ہو گی اور اپنے سسرال والوں کے دل پر راج کرے گی۔ پھر اس نے دھیمی آواز میں اسے تدبیر بتائی اور وہ ہنستی ہوئی گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔

سوداگرنی کا شوہر، دیور اور خسر سب ہی اس کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ اس نے جوں ہی لوگوں کو دور سے دیکھا تو گیدڑ کی بتائی ہوئی ترکیب کے موافق رونے اور چیخنے چلانے لگی وہ سب لوگ اس کی آواز سن کر دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے "خیر تو ہے۔ تم کہاں گئی تھی؟" وہ رو رو کر کہنے لگی "رات کو ایک چور گھر میں گھس آیا تھا۔ میری جو آنکھ کھلی تو وہ میرے زیور کی صندوقچی اور روپوں کی تھیلی نکال کر بھاگ رہا تھا۔ میں اسے پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے پیچھے بھاگی۔ دور جنگل میں جا کر کمبخت ظالم بدمعاش نے میرے بدن کے زیور بھی اتار لئے اور بھاگ گیا۔ ہائے میں لٹ گئی تباہ ہو گئی۔" اس کے خسر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگا "میری بہادر بہو! تجھے اس کا تعاقب نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ خیر ہوئی جو زیور لے کر بھاگ گیا۔ اگر تجھے جان سے مار دیتا یا زخمی کر دیتا تو کیا ہوتا" پھر سب نے اسے شاباش دی اور عزت کے ساتھ گھر لے گئے

اس کہانی کو سن کر شہزادی خجستہ بولی "گیدڑ نے بہت عمدہ تدبیر بتائی واہ واہ" ہیا صبح ہو گئی۔ اے خجستہ! تیری ان عجیب باتوں میں یہ رات بھی گئی۔"

لالچ کا انجام

رات کو خجستہ پھر طوطے سے اجازت لینے کے لئے آئی تو وہ بولا "بی بی جی! آپ شہزادے کے پاس ضرور جاؤ اور انگوٹھی لے کر واپس آ جاؤ۔ مگر انگوٹھی کے سوا کسی اور چیز کا لالچ نہ کرنا ورنہ برہمن کی طرح کہیں ماری جاؤ" شہزادی نے کہا "برہمن کیسے مارا گیا؟"

طوطا کہنے لگا "ایک برہمن بہت مالدار تھا لیکن گردش تقدیر کے سبب مفلس ہو گیا۔ دن رات پریشان رہنے لگا۔ آخر وہ روزگار کی تلاش میں دوسرے شہر کی جانب روانہ ہوا جب وہ ایک تالاب کی طرف پہنچا تو وہاں ایک شیر ہرنی اور لومڑی کے ساتھ بیٹھا ہوا نظر آیا خوف سے جان نکلنے لگی ہاتھ باندھے سوچنے لگا کہ یہ تو روزگار کی جگہ موت مل رہی ہے ادھر لومڑی اور ہرنی کو اس کے حال پر ترس آیا اور ان دونوں نے شیر سے کہا "حضور! آپ کی مہربانی اور سخاوت کی شہرت سن کر غریب برہمن کچھ مانگنے آیا ہے"

شیر نے اُسے اپنے قریب بلایا اور زیور اور مال و اسباب جو اس نے بہت سے لوگوں کو مار کر جمع کیا تھا۔ اُسے دے دیا۔ برہمن خوشی خوشی سلام کر کے واپس چلا گیا اور کاروبار کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد اسے لالچ آیا اور وہ شیر کی تلاش میں چل دیا۔

تالاب کے کنارے پہنچ کر دیکھا تو شیر ایک طرف اور ایک بھیڑیا پاس بیٹھا ہوا تھا بھیڑیے نے شیر سے کہا "حضور دیکھ رہے ہیں آپ کیسا بے ادب اور گستاخ ہے سینہ تانے حضور کی طرف چلا آ رہا ہے" شیر کو غصہ آیا اور اس نے جست لگا کر برہمن کے ایک تھپڑ رسید کیا اور اس کا خون پی گیا۔ بی بی جی! پہلی مرتبہ میں جو کچھ مل جاتا ہے اسی پر قناعت کرنا ضروری ہے اسی طرح تم بھی انگوٹھی کے بعد کسی اور چیز کا خیال دل میں نہ لانا اب فوراً چلی جاؤ کہیں یہ رات بھی گزر جائے" شہزادی خجستہ نے ایک ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا "گزر کیا جائے گی وہ تو گزر ہی گئی۔ مرغ بانگ دے رہا ہے اور لوگ اذان سن کر مسجد کی طرف جا رہے ہیں۔ افسوس! میرے مقدر ہی میں دیر لکھی ہوئی ہے" وہ ہاتھ ملتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی اور طوطا مسکرانے لگا کہ "مینا کو تو مار دیا تھا۔ مجھے بیماری سے بچاؤ الٰہی"

بلّی کو افسوس!

ملکہ بھی جلد تیار بیٹھی۔ اُدھر طوطے نے منہ بنایا۔ ملکہ نے دیکھا اور کہا: آج کیوں اُداس ہو؟ اُس نے جواب دیا: "مجھے یہ فکر ہے کہ اچانک شہزادہ آگیا اور تم جا نہ سکیں گی تو تمہیں بھی اُس بلّی کی طرح افسوس کرنا پڑے گا جس کے بچّے نے چوہے مارے تھے۔"

ملکہ بولی: "بچّے نے اگر چوہے مارے تھے تو بلّی کو خوش ہونا چاہیے تھا۔ اُسے ملال کیوں ہوا؟" طوطا کہنے لگا: بات یہ تھی کہ جنگل میں ایک بوڑھا شیر رہتا تھا۔ ضعیفی کی وجہ سے اُس کے دانتوں کا گوشت سڑ گیا تھا۔ جب وہ گوشت کھاتا تو اس کے ریشے دانتوں میں اٹک جاتے اور جب وہ گہری نیند سو جاتا تو جنگلی چوہوں کا گروہ آتا اور اُس کے دانتوں سے ریشے نکال کر کھاتا۔ شیر کی نیند اُچاٹ ہو جاتی اور وہ بہت پریشان ہوتا۔ آخر اُس نے ایک وزیر سے مشورہ کیا کہ ان چوہوں سے کس طرح نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

وزیر نے کہا: حضور! ایک بلّی کو مقرر کر دیجیے۔ وہ پہرہ دیتی رہے گی اور اس کے خوف سے ایک چوہا بھی آپ کے نزدیک نہیں آئے گا۔ شیر کو یہ معقول تجویز بہت پسند آئی اور اُس نے ایک بلّی کو کوتوال کی حیثیت سے ملازم رکھ لیا۔ جب شیر سوتا تو وہ پہرہ دیتی اور چوہے اسے دیکھ کر ڈر جاتے۔ بلّی اگر چاہتی تو چوہوں کو مار دیتی لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔

ایک دفعہ بلّی اپنی جگہ اپنے بچّے کو شیر کے پاس چھوڑ کر کہیں چلی گئی۔ اس بچّے نے جیسے ہی چوہوں کو دیکھا، دوڑ کر اُن میں سے ایک کو جان سے مار دیا۔ بلّی جب واپس آئی تو شیر نے کہا: اب ہمیں تمہاری نوکری کی ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ ہم نے چوہوں کو بھگانے کیلئے تمہیں کوتوال مقرر کیا تھا۔ اب وہ یہ کام کر سکتا ہے تو تمہاری کیا ضرورت ہے۔ بلّی کو بہت افسوس ہوا اور وہ سوچنے لگی کہ اسی وجہ سے تو میں چوہوں کو نہیں مارا کرتی تھی۔ اب جو ہوا سو ہوا مجھے ڈر تھا۔

شہزادی بولی: "پیارے طوطے! مجھے جلدی جانا چاہیے۔" وہ جیسے ہی دروازے پر پہنچی اذان کی آواز کانوں میں پہنچی اور وہ افسوس کرتی ہوئی واپس لوٹ آئی۔ طوطے نے کہا: "بی بی کوئی بات نہیں۔ اب جا کر آرام کرو اور رات کو چلی جانا۔"

شاہ پُور اور سانپ

سارا دن سونے کے بعد شام کے وقت خجستہ بستر سے اُٹھی اور غسل کر کے کھانے سے فارغ ہوئی پھر ایک پہر رات گذرنے تک اِدھر اُدھر گھومتی پھرتی رہی۔ جب ہر طرف سنّاٹا چھا گیا تو وہ طوطے کے پاس گئی۔ اُس نے کہا "اے شہزادی! آج ضرور جا لیکن نیک عہد کا خیال رکھنا ورنہ شاہ پُور کی طرح کہیں پچھتانا نہ پڑ جائے" شہزادی بولی "کون شاہ پُور ؟"

طوطا بولا "شاہ پُور مینڈکوں کے سردار کا نام تھا وہ اپنی رعیت کے ساتھ ایک کنوئیں میں رہتا تھا اور سب پر ظلم کرتا تھا۔ سارے مینڈک اُس کے سلوک سے پریشان تھے۔ آخر ایک روز انہوں نے مل کر اُسے ہٹا دیا اور ایک دوسرے مینڈک کو سردار بنا لیا۔

شاہ پُور کو بہت غصّہ آیا اور وہ کنوئیں سے نکل کر ایک سانپ کے بل کے پاس جا بیٹھا سانپ اُس کی بو سے باہر نکل آیا اور ہنس کر کہنے لگا "اے مینڈک تو نہیں جانتا کہ مجھے مینڈک کتنے مرغوب ہیں" اُس نے جواب دیا "مجھے معلوم ہے جب ہی تو میں یہاں آیا ہوں تو میرے ساتھ کنوئیں پر چل وہاں ہزاروں مینڈک ہیں جنہوں نے مجھ سے سرداری چھین کر ایک دوسرے مینڈک کو دے دی ہے اب تو انہیں ایک ایک کر کے صاف کر دے"

سانپ بہت خوش ہوا اور شاہ پُور کے ساتھ کنوئیں میں چلا گیا اور چند ہی دن میں سارے مینڈکوں کو کھا گیا اب وہاں شاہ پُور کے سوا ایک مینڈک بھی نہ رہا تو اس نے سوچا کہ اسے بھی کیوں چھوڑا جائے یہ سوچ کر وہ شاہ پُور کی طرف بڑھا وہ اس کا ارادہ سمجھ گیا اور دل ہی دل میں پچھتانے لگا کہ میں نے خواہ مخواہ اپنی قوم کو مروا دیا اس کمبخت نے تو میرا احسان ہی نہیں مانا اور اب مجھ ہی کو کھانا چاہتا ہے آخر اس نے ایک تدبیر سوچ کر کہا یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک اور کنواں ہے اس میں بے شمار مینڈک ہیں اگر کہو تو انہیں بھی دھوکا دے کر یہاں لے لاؤں" سانپ نے کہا "جلدی جا اور پہنچ کر سب کو بلا لا" شاہ پُور کنوئیں سے نکلا اور پھدکتا ہوا بھاگا اور ایک تالاب میں جا چھپا پھر لوٹ کر نہیں آیا۔ مگر مرتے دم تک اُسے افسوس رہا کہ میں نے دشمن پر اعتبار کر کے اور اپنی قوم کو تباہ کر کے بہت بُرا کیا۔

شیر اور سیاہ گوش

شاہ پور کا قصہ سن کر خجستہ جب کھڑی ہوئی تو سورج نکل رہا تھا اس طرح اُس نے یہ رات بھی گنوادی۔ دوسری رات جب وہ پھر طوطے کے پاس آئی تو اُس نے کہا "شہزادی! اب تمہیں چلا جانا چاہیے۔ چونکہ مجھے ڈر ہے کہ سیاہ گوش نے جس طرح شیر کے مکان پر قبضہ کر لیا تھا اسی طرح کہیں کوئی دشمن شہزادے کی انگوٹھی نہ حاصل کر لے"

خجستہ بولی "شیر تو جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے اس کے مکان پر سیاہ گوش کیسے قبضہ کر سکتا ہے؟" طوطے نے کہا "یہ شیر واقعی جنگل کا بادشاہ تھا۔ اس بادشاہ کا ایک بندر مصاحب تھا اور ہر لحظہ اُس کی خدمت میں موجود رہتا تھا ایک مرتبہ شیر کسی کام سے کہیں جانے لگا تو بندر سے بولا "تم میرے مکان کی حفاظت کرنا اور خبردار کسی کو قدم نہ رکھنے دینا۔ میں تین دن کے بعد واپس آجاؤں گا"

شیر چلا گیا اور بندر مکان کی نگرانی کرنے لگا۔ اتفاق سے اسی روز شام کے وقت ایک سیاہ گوش اپنی مادہ اور چار بچوں کے ساتھ اس طرف آنکلا اُس نے جو یہ شاندار مکان دیکھا تو خوش ہو کر اُس میں داخل ہو گیا۔ بندر نے اُس کو دیکھ کر کہا "بے وقوف! تجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ مکان اس جنگل کے بادشاہ شیر کا ہے۔ چل نکل یہاں سے"

سیاہ گوش نے ناراض ہوتے ہوئے کہا "بے وقوف! یہ مکان کیا شیر کے دادا نے بنایا تھا ارے کم عقل! میرے باپ نے یہ مکان وراثت میں میرے لئے چھوڑا ہے یہاں میرے سوا دوسرا کوئی نہیں رہ سکتا" بندر بولا "اگر میرے کہنے سے تو یہاں سے نہیں جائے گا تو ذرا رک کہ شیر آتے ہی تیرے اور تیرے بیوی بچوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا" سیاہ گوش نے کہا "دیکھ لوں گا اُسے بھی اور تجھے بھی۔ میں شیر کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔ اُسے بڑی آسانی سے نکال کر رہوں گا"

غرض سیاہ گوش اس مکان میں رہنے لگا۔ تیسرے دن بندر نے کہا "میاں سیاہ گوش! آج دیکھ لوں گا تمہاری بہادری۔ آج شیر میاں آرہا ہے" سیاہ گوش بولا "ابے کیوں ڈراتا ہے جب وہ آئے گا تو دیکھ لینا کہ میں اُس کی کیا درگت بناتا ہوں"

بندر خاموش ہو کر شیر کے استقبال کے لیے چلا گیا۔ ادھر سیاہ گوش نے اپنی دوست سے کہا: "دیکھو بی بی! شیر کے مقابلہ میں میری طاقت کچھ بھی نہیں ہے اس لیے جس وقت وہ مکان کے قریب آئے تو بچوں کو رُلا دینا، پھر میں اُسے بھگا دوں گا۔"

بندر نے جا کر شیر کو سیاہ گوش کی ساری باتیں کہہ سنائیں۔ اسے پہلے تو بہت غصہ آیا لیکن بعد میں اُسے خیال آیا تو کہنے لگا: "وہ سیاہ گوش نہیں بلکہ کوئی اور جانور ہوگا اور مجھ سے زیادہ طاقت ور ہوگا ورنہ وہ ایسی شیخی کی بات زبان سے نہیں نکال سکتا تھا۔" بندر بولا "حضور! میں بے وقوف نہیں ہوں۔ میں اُسے پہچانتا ہوں وہ سیاہ گوش ہی ہے۔"

شیر نے کہا: "خیر! چل کر دیکھتے ہیں۔" پھر وہ دونوں مکان کے قریب پہنچے اُسی وقت بچوں کی ماں نے اُنہیں رُلا دیا۔ سیاہ گوش بولا: "بچے کیوں رو رہے ہیں؟" ماں نے جواب دیا "تم کل شیر کا گوشت لائے تھے اُس میں سے آدھا کل انہیں کھلا دیا تھا باقی رکھا ہوا ہے لیکن یہ اُسے منہ نہیں لگاتے کہتے ہیں کہ تازہ گوشت کھائیں گے۔" سیاہ گوش نے کہا: "فکر نہ کرو میں ابھی جا کر شیر کو مارتا ہوں اور اپنے پیارے بچوں کے لیے تازہ گوشت لے کر آتا ہوں۔"

شیر نے جو یہ بات سُنی تو وہاں سے بھاگ نکلا۔ بندر بھی اُس کے پیچھے پیچھے دوڑا۔ اور قریب پہنچ کر کہنے لگا: "حضور! وہ بہت چالاک ہے اُس نے آپ کو دھوکہ دیا ہے۔ ذرا چل کر دیکھو تو سہی۔" اُس کے کہنے سے شیر پھر مکان کے قریب پہنچ گیا۔ اُدھر ماں نے پھر بچوں کو رُلایا۔ اور سیاہ گوش بولا: "ان بچوں کو خاموش کرو یہ تھوڑی دیر انتظار نہیں کر سکتے۔ میں نے اپنے دوست بندر کو بھیج رکھا ہے اور اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ شیر کو بہلا کر میرے مکان میں لے آئے گا۔ بس وہ آتا ہی ہوگا۔ پھر میں اُسے مار کر اُس کا گوشت بچوں کو کھلا دوں گا۔"

یہ بات سُن کر شیر سمجھا کہ بندر مجھے دھوکے سے لے جانا چاہتا ہے چنانچہ اُس نے فوراً ہی بندر کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا اور خود جست لگاتا ہوا ایسا بھاگا کہ پھر مُڑ کر بھی اپنے مکان کی طرف نہ دیکھا۔" یہ کہانی سنا کر طوطا کہنے لگا: "بی بی جی! دیکھا تم نے سیاہ گوش نے کس طرح شیر کے مکان پر قبضہ کر لیا اسی طرح مجھے ڈر ہے کہ شہزادے کو دھوکا دے کر کوئی اور وہ انگوٹھی نہ لے جائے لہٰذا تم دیر نہ کرو فوراً چلی جاؤ۔" شہزادی جانے کے لیے اُٹھا ہی چاہتی تھی کہ مرغ نے بانگ دے کر صبح ہونے کا اعلان کر دیا۔ شہزادی نے ٹھنڈا سانس بھرا اور طوطے سے بولی "اب جا کر آرام کرتی ہوں۔ رات کو خدا نے چاہا تو ضرور جاؤں گی۔"

نصیب سے کم نہ زیادہ!

رات کو شہزادی ملکہ سے ملنے کو چلی تو نصیب نے اس کو کہا خوب نصیب ہے اب تک شہزادے کے پاس نہیں جانے دیا۔ اس کے بعد طوطے نے کہا آج کہانی یوں سنو گی: "نصیب سے کچھ زیادہ اور جب مقدر یاوری کرے تو زیادہ بھی کچھ ملتا ہے۔ جیسے ... کا ... حال ہوا۔ اس نے کہا: نصیب سے زیادہ کچھ نہیں ملتا۔ وہ ایک روز ایک کپڑا بننے والے کے پاس گیا۔ تو اس نے دیکھا کہ اس کے گھر میں دولت مندوں کی طرح ہر قیمتی چیز موجود ہے۔ وہ سوچنے لگا کپڑا دولت مند اور بادشاہ خریدا کرتے ہیں لیکن میں بھی غریب ہوں اور اس کا کپڑا غریب اور عام لوگ خریدا کرتے ہیں لیکن یہ دولت مند ہے۔ سوچ کر وہ گھر گیا اور بیوی سے بولا: "یہاں کے لوگ میری قدر نہیں کرتے اس لئے میں اس شہر کو چھوڑ کر کسی دوسرے شہر جاؤں گا۔"

بیوی نے کہا: "اے میاں خدا سے نکال دیں نصیب میں جو کچھ لکھا ہے وہ اسی شہر میں مل جائے گا یہیں اور جاؤ گے تو تب بھی نصیب سے زیادہ حاصل نہ کر سکو گے۔"

جولاہے نے اس کی بات نہ مانی اور اسی روز دوسرے شہر چلا گیا۔ وہاں کئی برس تک ریشمی کپڑا بنتا رہا اور دولت سمیٹتا رہا جب اس کے پاس کئی ہزار روپے جمع ہو گئے تو وہ واپس اپنے شہر کی جانب روانہ ہوا راستہ میں رات ہو گئی تو ایک جگہ ٹھہر گیا آدھی رات تک جاگتا رہا لیکن پھر نیند آ گئی اور وہ سو گیا صبح جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ جو کچھ کما کر لایا تھا اسے کوئی چرا کر لے گیا۔ آخر مجبور ہو کر پھر اسی شہر میں گیا اور کپڑا بننے لگا۔ جب کئی ہزار روپے کما لئے تو پھر اپنے شہر کی جانب روانہ ہوا۔ اس مرتبہ بھی چور اس کی رقم چرا کر لے گئے۔ پس اس نے دل میں کہا: "تیرے نصیب میں دولت ہی نہیں ہے" اور وہ خالی ہاتھ اپنے گھر واپس پہنچ گیا اور سارا حال بیوی کو سنایا اس نے کہا: "دیکھا میرا کہا مان لیتے تو یہ نقصان نہ اٹھاتے" وہ بہت شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

خجستہ بولی۔ "طوطے! تو ٹھیک کہتا ہے آج کی رات بھی جانا نصیب میں نہ تھا اس لئے وہ بھی گزر گئی اب کل قسمت آزماؤں گی۔ شب بخیر" اور وہ اٹھ کر چلی گئی۔

اب پچھتائے کیا ہوت!

بات کو غصے سے طوطے سے بولی: "اب مجھے تیری نصیحتوں کی فرصت نہیں ہے اور مجھے اجازت دیں۔" طوطے نے کہا: "نصیحت کی تو ہر وقت فرصت ہے اگر تم نے میری نصیحت کو کار گر نہ سمجھا تو اس شخص کی طرح پچھتاؤ گی جس نے اپنے دوست کی بات کو ٹھکرا دیا تھا۔" شہزادی نے کہا وہ کون شخص تھا؟ طوطے نے جواب دیا: "ایک شہر میں چار دوست تھے اتفاق سے چاروں مفلس ہو گئے پھر وہ مل کر ایک حکیم کے پاس گئے اور اس سے امداد طلب کی اُس نے رحم کھا کر چاروں میں سے ہر ایک کو ایک ایک مہرہ دیا اور اُن سے کہا: "تم سب اپنا اپنا مہرہ اپنے اپنے سر پر رکھ کر چل پڑو راستہ میں جس کا مہرہ جس جگہ گر جائے وہ اسی جگہ کی زمین کھودے اور جو کچھ نکلے، اُسے اپنی ملکیت سمجھے۔"

چاروں دوست مہرے سروں پر رکھ کر چل دیئے راستہ میں ایک دوست کا مہرہ گرا تو اُس نے زمین کھودی۔ اُس میں سے تانبا نکلا وہ وہیں رک گیا اور تینوں آگے چل دیئے دوسرے کا مہرہ گرا اور اس نے زمین کھودی تو اندر سے چاندی نکلی وہ بھی وہیں رہ گیا۔ باقی دو دوست چلے جا رہے تھے کہ تیسرے کا مہرا گر پڑا۔ اس نے زمین کھودی تو اس میں سے سونا نکلا وہ بہت خوش ہوا اور چوتھے دوست سے کہنے لگا: "بھائی ہم چار دوست تھے۔ دو نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ پیچھے رہ گئے اب اگر تم بھی ساتھ چھوڑ دو تو میں تنہا رہ جاؤں گا اس لئے تم میرے ساتھ رہو اور اس سونے کو آپس میں بانٹ لو۔" اس نے کہا: "نہیں دوست! پہلے کو تانبا ملا، دوسرے کو چاندی کا ذخیرہ اور تیسرے کو سونا تو مجھے یقیناً بہت جواہرات ملیں گے اس لئے میں تمہیں چھوڑنا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ چل دیا۔ آگے جا کر اُس کا مہرا گرا اور اُس نے زمین کھودی تو اس میں سے لوہا نکلا۔ اسے دیکھ کر وہ بہت پچھتایا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا وہ تیسرے دوست کی طرف گیا لیکن وہ نہ ملا آخر سر پیٹ کر رہ گیا اور سوچنے لگا اگر میں اس کا کہا مان لیتا تو نصف سونے کا مالک ہوتا۔"

شہزادی نے غصے سے کہا: "بہت خوب! اُلٹی کہانی کی کوشش کہ مجھے نصیحت کر رہی ہو اور اب میں تمہارا کہا مانتی رہوں گی۔" اسی وقت مسجد کے منارے سے اذان کی آواز آئی اور جانے سے رہ گئی۔

اُتّم سے اُتّم ملے، نیچ سے نیچ
پانی سے پانی ملے، ملے کیچ سے کیچ

بات ختم کر کے خجستہ طوطے کے پاس آئی تو اس نے کہا "بی بی جی! انگوٹھی دینے والے نے خود کو شہزادہ کہلا کر بھیجا ہے کیا وہ حقیقت میں شہزادہ ہی ہے یا کوئی اور ہے؟" اس نے جواب دیا "حقیقت کا تو مجھے علم نہیں ہے" طوطا بولا "خیر! اس سے بات کرو گی تو اصلیت معلوم ہو جائیگی چونکہ زبان سے انسان کی لیاقت ظاہر ہو جاتی ہے اگر وہ شریف آدمی نہ ہو تو اس سے زیادہ دیر بات کرنا بھی مناسب نہیں چونکہ "اُتّم سے اُتّم ملے نیچ سے نیچ - پانی سے پانی ملے کیچ سے کیچ" ہاں مجھے ایک گیدڑ کا قصہ یاد آیا ہے ذرا سنو۔ ایک گیدڑ جنگل سے شہر میں پہنچ گیا اور ایک رنگریز کی دکان میں جہاں ہر رنگ کے بڑے برتن کو رکھا دیکھا وہ سمجھا کہ اس میں کھانے پینے کی چیز ہو گی اور وہ اس پر چڑھ گیا۔ لیکن فوراً ہی پاؤں پھسلا اور وہ اس میں گر پڑا۔ برتن میں نیل کا پانی تھا اس لئے گیدڑ پر نیلا رنگ چڑھ گیا اور وہ بڑی مشکل سے باہر نکلا۔

گیدڑ جب جنگل میں پہنچا تو وہاں کے جانور اس کا عجیب و غریب رنگ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور اس خیال سے کہ یہ نیا اور خوبصورت رنگ کا جانور ہے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا گیدڑ جب دربار لگاتا تو گیدڑوں کو پہلی صف میں کھڑا کرتا، لومڑیوں اور ہرنوں کو دوسری صف میں، بھیڑیے، ریچھ، تیندوے وغیرہ کو تیسری میں اور شیر چیتوں کو چوتھی صف میں اور چھوٹے چھوٹے جانوروں کو دائیں بائیں کھڑا کرتا جب گیدڑ شور مچاتے تو وہ بھی چیختا چلاتا۔ اور اس کی آواز ان گیدڑوں کی آواز میں مل جاتی اس طرح کسی کو معلوم نہ ہوتا کہ وہ بھی گیدڑ ہے۔

تھوڑے دنوں کے بعد وہ گیدڑوں سے کسی بات پر ناراض ہو گیا اور انہیں سب سے پچھلی صف میں کھڑا کر دیا اور ان کی جگہ شیروں اور چیتوں کو پہلی صف میں جگہ دے دی عادت کے مطابق گیدڑوں نے جب شور و غل کیا تو بادشاہ گیدڑ خاموش نہ رہ سکا اور خود بھی چیخنے لگا اس کی آواز علیحدہ سنائی دینے لگی اور سب نے پہچان لیا کہ وہ کوئی اور جانور نہیں بلکہ ایک معمولی گیدڑ ہے بس پھر کیا تھا سب نے مل کر اس کی تکا بوٹی کر دی" خجستہ اس قصہ کو سن کر بولی "میں سمجھ گئی۔ اب میں اس کی گفتگو پر خیال رکھوں گی" اسی وقت مرغ نے بانگ دی اور وہ جاتے جاتے رہ گئی۔

انتظار کے بعد

رات کے وقت شہزادی پھر اجازت لینے کے لئے آئی اور بولی "اے طوطے انتظار کی گھڑیاں بڑھتی ہی جا رہی ہیں"۔ طوطے نے جواب دیا "بی بی تم نے سنا نہیں دیر آید درست آید اور انتظار کی تکلیف اٹھانے کے بعد انسان ناکام نہیں ہوا کرتا جس طرح ایک عربی مدت تک انتظار کرتا رہا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا"۔ شہزادی نے کہا "وہ کس چیز کے انتظار میں تھا؟"

طوطے نے کہا "ایک عربی نے اتفاق سے ایک امیر کی بیٹی زبیدہ کو دیکھ لیا تھا وہ اسے ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ اس نے عہد کر لیا کہ اگر شادی کروں گا تو زبیدہ ہی سے کروں گا لیکن اس نے یہ نہیں سوچا کہ وہ ایک غریب آدمی ہے اور زبیدہ دولت مند کی بیٹی ہے یہ رشتہ نہیں ہو سکتا وہ ایسا پیغام بھیجتا رہا لوگوں سے سفارش کراتا رہا اور وہاں سے انکار ہوتا رہا پھر کچھ دنوں کے بعد عربی کو معلوم ہوا کہ وہ امیر اس شہر سے کہیں اور چلا گیا ہے اب اس کی حالت غیر ہو گئی اور وہ ہر وقت پریشان رہنے لگا ایک دن اس کا دوست بشیر اس کے پاس آیا اور کہنے لگا "دوست مجھے ایک سفر درپیش ہے اور تمہیں میرے ساتھ چلنا پڑے گا" عربی راضی ہو گیا اور دونوں اسی روز روانہ ہو گئے۔ منزلیں طے کرنے کے بعد دونوں ایک شہر میں پہونچ گئے یہاں بشیر نے اس سے کہا "دوست! میرے خسر صاحب نے مجھ سے ناراض ہو کر اپنی بیٹی کو گھر بٹھا لیا ہے اور میرا یہ حال ہے کہ بیوی بچوں کو دیکھنے کے لئے تڑپ رہا ہوں اب تم میرے بتائے ہوئے پتے پر چلے جاؤ اور کسی طرح میری بیوی تک پہونچ کر اسے بچوں کو دیکھنے کے لئے میرے پاس بھیج دو۔ عربی صاحب صاف ستھرا لباس پہن کر بشیر کے بتائے ہوئے پتے پر پہونچ گیا مگر وہاں عجیب ہی منظر تھا برات آئی ہوئی تھی قاضی صاحب دولہا کے قریب بیٹھے ہوئے تھے اور براتی آپس میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے کہ لڑکی بہت ضدی ہے اس نے صاف انکار کر دیا ہے کہ مجھے بڈھے کھوسٹ کے نکاح میں آنا قبول نہیں ہے عربی آگے بڑھا تو معلوم ہوا کہ لڑکی کا باپ سخت پریشان ہے کہ اس وقت دوسرا دولہا کہاں سے لاؤں اگر اس وقت نکاح نہ ہوا تو بہت برا ہوگا۔ عربی کو اس کے حال پر رحم آ گیا اور اس نے خود کو پیش کر دیا۔ لڑکی کے باپ نے بھی اسے فرزندی میں قبول کر لیا عربی نے جب دلہن کی صورت دیکھی تو وہ زبیدہ تھی وہ بہت خوش ہوا پھر اس نے بشیر کی صلح بھی کرا دی۔

عقل سے کام لے لیا!

شہزادی طوطے کا قصہ سن کر بہت خوش ہوئی لیکن جب وہ اٹھنے لگی تو مشرق سے سورج طلوع ہو رہا تھا۔ وہ مجبور ہو کر سونے کے لیے چلی گئی۔

رات کو شہزادی نے پریشان ہو کر طوطے سے کہا "اے طوطے! اگر میں تجھ سے مشورہ نہ کرتی تو نہ معلوم اس وقت میری الگی بری ہوتی لیکن مشورہ کرکے تو میں مصیبت میں ہی گرفتار ہو گئی۔" طوطے نے جواب دیا: "یہ تو سچ ہے لیکن بڑے وقت پر ہر شخص کی عقل بھی کام نہیں کرتی۔ یہ تو سوداگر ہی تھا جس نے اپنی عقل سے کام لیا۔" شہزادی بولی: "اس نے کام کیا لیا تھا؟"

طوطا کہنے لگا: "ایک سوداگر درخت کے نیچے بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا اور باہر اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ کھانا کھا ہی رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر چڑھا آیا اور اپنے گھوڑے کو اس کے گھوڑے کے پاس باندھنے لگا۔ اس نے چلا کر کہا: "اپنے گھوڑے کو میرے گھوڑے کے پاس نہ باندھو۔ بہت بُرا گھوڑا ہے۔" لیکن اس نے کچھ نہ سنا اور گھوڑے کو وہیں باندھ کر درخت کے نیچے آیا اور سوداگر کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ وہ بہت حیران ہوا کہ یہ کیسا عجیب آدمی ہے کہ نہ سلام نہ دعا، نہ بات نہ اجازت اور کھانے میں شریک ہو گیا۔ پھر اس نے پوچھا: "میاں تم کون ہو اور کیوں بلا اجازت اندر آ کے کھانے بیٹھ گئے؟" مگر وہ خاموش رہا جیسے وہ بہرہ تھا اور گونگا بھی۔ تھوڑی دیر کے بعد سوداگر کے گھوڑے نے اجنبی کے گھوڑے کے پیٹ میں کئی لاتیں اس بُری طرح ماریں کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ اجنبی بولا: "تیرے گھوڑے نے میرے گھوڑے کی جان لے لی۔ الٹا میں اپنے گھوڑے کی قیمت تجھ سے وصول کروں گا۔" سوداگر بولا: "میں تجھے ایک پائی بھی نہ دوں گا۔" اجنبی نے کہا: "میں تجھے دیکھ لوں گا۔" یہ کہہ کر وہ قاضی کے پاس گیا اور اس نے فریاد کی۔ قاضی نے سوداگر کو بلا کر پوچھا: "کیا تمہارے گھوڑے نے اس کے گھوڑے کی جان لی ہے؟" سوداگر بالکل خاموش کھڑا رہا جیسے وہ گونگا تھا۔ پھر قاضی نے فریادی سے کہا: "یہ تو گونگا ہے۔ اگر اس کے منہ میں زبان ہوتی تو یہ تمہیں گھوڑا کھڑا کرنے سے روک دیتا۔" اجنبی فریادی بولا: "نہیں حضور! یہ گونگا نہیں ہے۔ اس نے مجھ کو منع کیا تھا۔" قاضی بولا: "کم بخت جب اس نے منع کیا تھا تو پھر اس کا کیا قصور ہے۔ چل نکل جا یہاں سے" اور اسے بھگا دیا۔

زبان دراز بیوی

سوداگر کی کہانی سننے میں صبح ہو گئی۔ رات کو طوطے کو اُسے یقین تھا کہ وہ ضرور چلی جائے گی لیکن جب وہ جانے لگی تو طوطے نے کہا "شہزادی! اگر وہاں جا کر تجھ کو کوئی خطرہ پیش آئے تو اُس عورت کی طرح جس نے شیر سے جان بچائی تھی کوئی تدبیر اختیار کر لینا۔"

شہزادی بولی "اُس نے کیا بات بتائی تھی جس سے شیر نے اُسے چھوڑ دیا تھا۔" طوطا کہنے لگا "ایک عورت بہت ہی بدمزاج تھی اور اُس کا شوہر اُس کے ہاتھوں سخت پریشان تھا۔ ایک دن اس کی زبان درازی پر اُسے خوب مارا۔ مگر وہ پھر بھی خاموش نہ ہوئی اور اپنے دونوں بیٹوں کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے نکل گئی اور جنگل کی طرف چل دی۔ جنگل میں وہ چلی جا رہی تھی کہ سامنے سے شیر نکل آیا۔ اسے دیکھتے ہی وہ خوف سے کانپنے لگی اور دل میں کہنے لگی کہ اب کیا ہو گا۔ یہ تو ہم تینوں کو چیر پھاڑ کر کھا جائے گا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ میں گھر میں رہتی اور شوہر کی فرماں برداری کرتی۔ پھر اس نے خدا سے دعا کی۔ "اگر میں اور میرے بچے زندہ رہے تو میں ہمیشہ شوہر کی خدمت کرتی رہوں گی۔" شیر جیسے ہی ان کے پاس پہنچا تو عورت کہنے لگی "اے شیر! کیا مصیبت ہے اس جنگل میں ایک شیر ہی بادشاہ ہے۔ اُسے خوش کرنے کے لئے ہر روز دو آدمی بھیجا کرتے ہیں اور وہ انہیں کھا لیتا ہے۔ آج اسے دو کوئی نہیں ملے تو اس نے مجھے اور میرے دونوں بچوں کو بھیج دیا ہے۔ اب اگر تو مہربانی کرے اور اس شیر کو ہلاک کرنے کا وعدہ کرے تو میرے یہ دونوں بچے تیرے لئے حاضر ہیں۔" اس کی بات سن کر شیر بولا "مجھ سے بڑا شیر میرا بادشاہ ہے۔ اُس کے لئے بھیجا ہوا تحفہ میں نہیں قبول کر سکتا۔" یہ کہہ کر وہ اپنی راہ چل دیا۔ عورت نے خدا کا شکر ادا کیا کہ تو نے جلدی جان بچائی اور وہ واپس اپنے گھر چلی گئی۔ جاتے ہی شوہر سے معافی چاہی اور ہمیشہ اس کی فرماں برداری کرتی رہی۔ دیکھ شہزادی! اسی طرح خطرے کے وقت تم بھی ایسی ہی کوئی بات بنا کر خود کو بچا لینا۔ اب چلی جاؤ۔" شہزادی تب جانے کے لئے کھڑی ہوئی اسی وقت اذان کی آواز آئی اور شہزادی کا چہرہ اتر گیا۔ طوطے کو لگا تھا کہ افسوس ہے کہ یہ رات بھی گئی لیکن ایک نئی بات تمہیں مل گئی۔ اب رات کو ضرور چلی جانا۔" خجستہ خاموش ہو گئی۔

خالص اور مخلص

رات کو شہزادی اجازت لینے آئی تو طوطے نے کہا۔ "تم جا تو رہی ہو۔ لیکن یاد رکھنا کہ شہزادے کے ساتھ نہایت خلوص اور ہمدردی سے پیش آنا تاکہ خالص اور مخلص کی طرح وہ بھی ہمیشہ تمہارے کام آئے" شہزادی نے کہا "ان کا قصہ کیا ہے؟" طوطا بولا "ایک بادشاہ کے دو بیٹے تھے، اس کی وفات کے بعد بڑا بیٹا تخت نشین ہوا اور چھوٹا بیٹا اس خیال سے کہ بڑے بھائی کی سلطنت میں کوئی رخنہ نہ پڑے گا محل چھوڑ کر جنگل کی طرف چل دیا۔ چلتے چلتے جب وہ ایک تالاب کے پاس پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ایک سانپ ایک مینڈک کو کھانا چاہتا ہے اور مینڈک اس سے جان بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسے مینڈک کے حال پر ترس آیا اور اس نے سانپ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ ادھر مینڈک کو موقع مل گیا اور وہ دوڑ کر تالاب میں کود گیا۔ سانپ مینڈک کو دیکھتے ہی مایوس ہو گیا۔ شہزادے نے دل میں کہا "میں نے اس کے منہ کا نوالہ چھین لیا ہے۔ یہ غریب بھوکا رہ جائے گا۔" پھر اس نے اپنی ران میں سے ایک بوٹی کاٹ کر اس کے سامنے پھینک دی۔ اس نے جلدی سے بوٹی منہ میں دبائی اور بل کی طرف چل دیا۔ جب وہ دور گیا تو مینڈک انسان کی شکل میں ظاہر ہو کر شہزادے سے بولا۔ "میرا نام خالص ہے اور میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں" شہزادے نے کہا "کوئی بات نہیں تم ہر وقت میرے ساتھ رہا کرو" ادھر ناگ نے جا کر ناگن کو سارا قصہ سنایا تو وہ بولی "جس نے تم پر احسان کیا ہے تمہیں بھی اس کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے" ناگ فوراً ہی انسان کی شکل میں شہزادے کے پاس گیا اور بولا "میرا نام مخلص ہے اور میری خواہش ہے کہ میں ہر وقت تمہاری خدمت میں رہا کروں۔" شہزادے نے اسے منظور کیا اور دونوں کو ہمراہ لے کر ایک دوسرے شہر میں گیا اور وہاں کے بادشاہ کے پاس جا کر بولا "میں ہر مشکل کام کو انجام دینے میں ماہر ہوں اگر آپ ایک ہزار روپیہ روزانہ مجھے دینا منظور کریں تو میں آپ کی نوکری قبول کر لوں گا۔" بادشاہ نے اس کی شرط منظور کر کے اسے نوکر رکھ لیا۔ ایک روز مچھلی کا شکار کھیلتے ہوئے بادشاہ کی انگوٹھی دریا میں گر پڑی۔ اس انگوٹھی کی تلاش میں بڑے بڑے غوطہ خور دریا میں گئے لیکن سب ناکام واپس آئے۔ آخر بادشاہ

کو خیال آیا کہ پہلے ایک شہزادے کو یہ روزانہ پڑا ایک نوکر رکھ چھوڑا ہے اسے انگوٹھی تلاش کرنے والے کا کام کیوں نہ سونپ دوں اگر وہ انگوٹھی لے آیا تو کوئی بات نہیں ورنہ اسے نالائق کہہ کر نکال دوں گا۔ یہ سوچ کر اس نے شہزادے سے کہا: "میری انگوٹھی دریا میں گر پڑی ہے اُسے تلاش کر کے لے آؤ۔" شہزادہ بہت پریشان ہوا اور جا کر خالص و مخلص سے اپنی پریشانی کا حال بیان کیا۔ مخلص تو سن کر خاموش ہو گیا۔ مگر خالص کہنے لگا۔ "فکر نہ کیجئے۔ میں لے کر آتا ہوں۔"

پھر وہ دوڑتا ہوا دریا پر گیا اور مینڈک بن کر پانی میں اتر گیا تھوڑی دیر کے بعد انگوٹھی تلاش کر کے باہر نکلا اور دوبارہ انسان کی صورت اختیار کر کے شہزادے کے پاس آ گیا شہزادہ انگوٹھی لے کر بہت خوش ہوا اور اُسی وقت جا کر بادشاہ کو پیش کر دی۔ بادشاہ بہت حیران ہوا اور کہنے لگا: "اب معلوم ہوا کہ واقعی تم بہت کام کے آدمی ہو۔"

تھوڑے دن کے بعد اتفاق سے سانپ نے شہزادی کو ڈس لیا اُس کے علاج کے لئے بڑے بڑے حکیم بلائے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر بادشاہ نے شہزادے سے کہا "تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم ہر مشکل کام انجام دے سکتے ہو لہذا شہزادی کا علاج کرو" شہزادہ پریشانی کی حالت میں خالص اور مخلص کے پاس گیا اور انہیں سارا قصہ سنایا خالص تو سن کر خاموش رہا لیکن مخلص بولا۔ "یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ شہزادی کو ایک کمرے میں بند کر دیجئے۔ میں اُسے ٹھیک کر دوں گا۔" شہزادہ بہت خوش ہوا اور بادشاہ سے کہہ کر شہزادی کو ایک کمرے میں بند کرا دیا پھر مخلص کو اندر بھیج

دیا اُس نے سانپ بن کر شہزادی کے جسم سے سارا زہر چوس لیا۔ اور وہ اُسی وقت ہوش میں آ گئی۔ مخلص نے آ کر شہزادے کو خوشخبری دی تو وہ دوڑتا ہوا بادشاہ کے پاس گیا اور اس سے کہا۔ "حضور! میں نے شہزادی کا علاج کر دیا ہے" بادشاہ نے جا کر بیٹی کو سینے سے لگایا پھر خوش ہو کر اُس کا بیاہ شہزادے سے کر دیا اور شہزادے کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

خالص اور مخلص شہزادے کے پاس آئے اور کہنے لگے "اب ہم دونوں کو اجازت دیجئے چونکہ اب آپ ولی عہد ہو گئے ہیں اور ہماری کوئی ضرورت بھی باقی نہیں ہے" شہزادے نے ان دونوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا "میری خواہش تو یہ تھی کہ تم دونوں ہمیشہ میرے ساتھ رہتے"

خالص نے کہا "آپ پہچانتے نہیں میں اصل میں وہ مینڈک ہوں جس کی آپ نے جان بچائی تھی" یہ کہہ کر وہ مینڈک بن گیا اور پھدکتا ہوا بھاگ گیا پھر مخلص نے کہا "اور میں وہ ناگ ہوں جسے آپ نے دوا ن کی بوٹی دی تھی" یہ کہہ کر وہ ناگ بن گیا اور رینگتا ہوا چلا گیا شہزادی صاحبہ! اسی طرح آپ بھی خلوص اور اخلاق سے پیش آئیں تاکہ انگوٹھی دینے کے بعد بھی وہ اجنبی شہزادہ آپ کے کام آتا رہے"

خجستہ بولی "واہ رے طوطے! تو نے صبح ہی کر دی۔ خدا تیرا بھلا کرے۔ اب جا کر سو جاتی ہوں۔ رات کو جانے کی فکر کروں گی" پھر وہ جا کر سو گئی۔

طوطا بہت خوش تھا کہ شہزادی نے مینا کی گردن مروڑ کر اُسے تو مار دیا تھا لیکن یہ نہ کس خوبصورتی سے روک رکھا ہے پھر رات کو وہ اجازت لینے کے لئے آئی تو جوں ہی طوطے نے کہا "بی بی! اگر کسی اور کو معلوم ہو گیا کہ شہزادے کے پاس کراماتی انگوٹھی ہے تو وہ اسے دھوکا دے کر اُس سے حاصل کر سکتا ہے"

شہزادی بولی "وہ کیسا بے وقوف ہے جو دھوکا کھا جائے گا" طوطے نے کہا "میرا ایک سوال ہے جو تم اس سے اس سوال کا جواب دریافت کرنا اگر اس نے صحیح جواب دیا تو وہ عقلمند ہے ورنہ اس کی بے وقوفی میں شک کرنے کی ضرورت ہی نہیں؟"

شہزادی بولی "سوال کرو۔ کیا ہے؟" طوطے نے کہا "ایک سوداگر کی ایک بیٹی تھی۔ جو حسن و خوبصورتی میں بے مثل تھی اور اس کا نام زہرہ تھا۔ شہر کے امیر لوگ اُس سے شادی کرنے کے خواہشمند تھے لیکن وہ کہتی تھی کہ میں اُس آدمی سے شادی کروں گی جو عقلمند بھی ہو بہادر بھی اور دلیر بھی۔ کسی دوسرے ملک میں تین نوجوان ایک ہی جگہ رہتے تھے انہوں نے جب زہرہ کی یہ شرط

سنی تو وہ تینوں روانہ ہوئے اور چند دنوں کے بعد سوداگر کے پاس پہنچ کر کہنے لگے "ہم تینوں ہنرمند بھی ہیں عقلمند بھی اور بہادر بھی" سوداگر نے ایک سے پوچھا "تم کیا ہنر جانتے ہو؟"
اُس نے جواب دیا "حضور میں کھوئی ہوئی چیز کا پتہ بتانے میں ماہر ہوں" دوسرے نے کہا "میں کاٹھ کا ایسا گھوڑا بنانا جانتا ہوں جو اپنے سوار کو آسمان کی سیر کرائے" تیسرے نے کہا "میں ایسا تیر انداز ہوں کہ جسے نشانہ بناتا ہوں وہ ایک ہی تیر میں گر پڑتا ہے"
سوداگر نے جا کر زہرہ سے کہا "بیٹی آج ایسے ہنرمند نوجوان آئے ہیں اب بتا کیا ارادہ ہے"
زہرہ نے جواب دیا "ابا جان! میں کل صبح ان میں سے ایک آدمی کو منتخب کر لوں گی"
سوداگر نے تینوں جوانوں کو مہمان ٹھہرا لیا اور صبح ہوتے ہی بیٹی کے کمرے میں گیا لیکن وہ وہاں نہ تھی پھر اُس نے ہر جگہ اُسے تلاش کیا۔ لیکن وہ کہیں بھی نظر نہ آئی آخر وہ پہلے نوجوان کے پاس گیا اور کہنے لگا "تم نے کہا تھا کہ تم کھوئی ہوئی چیز کا پتہ بتانے میں ماہر ہو۔ لہٰذا بتاؤ میری بیٹی رات کو کہاں چلی گئی؟" اُس نے جواب دیا "رات کو وہ چھت پر کھڑی ہوئی تھی کہ ایک پری اُسے اُٹھا کر کوہ قاف پر لے گئی" سوداگر نے دوسرے نوجوان سے کہا "تم بھی اپنا ہنر دکھاؤ اور گھوڑا بنا کر اس تیر انداز نوجوان کو دو تاکہ یہ اُس پر سوار ہو کر کوہ قاف جائے اور پری کو مار کر میری بیٹی زہرہ کو لے آئے"
اُس نے فوراً ہی گھوڑا بنا دیا پھر تیر انداز نوجوان اُس پر سوار ہو کر کوہ قاف گیا اور پری کو مار کر شہزادی کو لے آیا۔ اب سوال یہ ہے کہ ان میں سے اُس کی شادی کس نوجوان سے کی جائے"
خجستہ بولی "سوال بہت ٹیڑھا ہے کیونکہ پہلا نوجوان پتہ نہ بتاتا تو وہ کیسے ملتی اس لئے اس کا حق ہے مگر دوسرا کہے گا کہ میں گھوڑا نہ بناتا تو وہ کوہ قاف پر کیسے پہنچتا اور تیسرا پری کو ہلاک نہ کرتا تو وہ کیسے واپس آتی" طوطا بولا "بس اس سوال کے جواب سے ہی شہزادے کی عقل کا امتحان ہو جائے گا" خجستہ نے کہا "اچھا! مجھے تو جواب بتا دے تاکہ میں سمجھ سکوں کہ اُس نے جواب صحیح دیا ہے یا غلط دیا ہے" طوطے نے جواب دیا "حق تیسرے نوجوان کا تھا۔ چونکہ پہلے اور دوسرے نوجوانوں نے تو صرف ہنر دکھایا تھا مگر اس نے ہنر کے ساتھ ساتھ اپنی جان کو بھی خطرے میں ڈالا تھا اور سوداگر نے اُسی سے زہرہ کا بیاہ کیا تھا" شہزادی کا جواب سن کر بہت خوش ہوئی اور جانے کے لئے کھڑی ہو گئی مگر اُسی وقت سورج کی پہلی کرن نے اُسے روک دیا اور وہ اپنا اترا ہوا چہرہ لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور طوطے نے خدا کا شکر ادا کیا۔

برہمن اور بابل کی راجکماری

رات کو خجستہ پھر طوطے سے اجازت لینے کے لئے آئی تو وہ بولا: "تم انگوٹھی لینے تو جا رہی ہو مگر خیال رکھنا کہ وہ انگوٹھی کے بہانے تمہیں دھوکا نہ دے جائے تم نے اگر ہوشیاری سے کام لیا تو برہمن کی طرح جس نے بابل کی راجکماری کو قبضہ میں کیا تھا انگوٹھی لے آؤگی۔"

خجستہ نے کہا: "برہمن نے راجکماری کو قبضہ میں کر لیا تھا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟" طوطا کہنے لگا: "ایک نوجوان برہمن ملک بابل کی سیر و سیاحت کے لئے گیا ہوا تھا کہ اتفاق سے ایک باغ میں جب وہ گیا تو وہاں راجکماری بھی سیر کر رہی تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور دونوں کے دلوں میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ہم ایک ساتھ زندگی بسر کریں۔ لیکن نوکروں اور باندیوں کی موجودگی میں دونوں آپس میں کوئی بات نہ کر سکے اور راجکماری چلی گئی۔

برہمن ایک جادوگر کے ہاں جا کر اس کی خدمت کرنے لگا ایک دو مہینے کے بعد جادوگر نے کہا "میاں برہمن! تم بغیر کسی مطلب کے میری خدمت کیوں کرتے ہو؟ جو کچھ مانگنا ہی کرو" جواب میں برہمن نے اپنے دل کا حال بیان کر دیا جسے سن کر جادوگر نے اسے ایک چھوٹا سا دانہ دیا اور اس سے کہا: "اسے زبان کے نیچے رکھنے سے تو عورت نظر آنے لگے گا" اس نے دانے کو زبان کے نیچے رکھ لیا جادوگر اسے راجہ کے پاس لے جا کر بولا: "میری بیوی پردیس گئی ہوئی ہے میں اسے لینے جا رہا ہوں لہٰذا میری واپسی تک میری اس بیٹی کو اپنے محل میں رہنے دیجئے" راجہ نے اس کی درخواست قبول کر لی اور برہمن کو اپنی بیٹی کے پاس بھیج دیا دو چار دن کے بعد برہمن نے کہا "اے راجکماری! تم ہر وقت اداس کیوں رہتی ہو؟" اس نے اپنے دل کا حال بیان کرتے ہوئے کہا "مجھے اس برہمن کا خیال ہر وقت ستاتا رہتا ہے" برہمن نے اسی وقت زبان کے نیچے سے دانہ نکالا اور اصلی صورت میں آ گیا۔ راجکماری اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی پھر دونوں نے آپس میں صلاح کی اور راجکماری بہت سا زر و جواہر نکال کر لے آئی اور رات کی خاموشی میں دونوں محل سے نکلے اور چلتے چلتے ایک دوسرے شہر میں جا پہنچے وہاں انہوں نے لب سڑک بہت خوب صورت اور عالیشان مکان بنوایا اور آرام سے رہنے لگے" ادھر راجہ نے انہیں بہت تلاش کیا لیکن کہیں پتہ نہ پایا۔"

طوطے نے قصہ ختم کیا تو خجستہ نے دیکھا کہ صبح ہو رہی تھی۔

سر اور دھڑ

رات کو شہزادی پھر اجازت لینے کے لئے آئی تو طوطے نے کہا: "بی بی جی! میرا ایک سوال ہے اُس کا جواب ذرا شہزادے سے تو دریافت کرنا" خجستہ بولی۔ وہ سوال کیا ہے؟ اُس نے کہا "راجے بابل کا بیٹا ایک مندر میں پوجا کرنے گیا تو وہاں اُسے ایک بے حد حسین لڑکی نظر آئی اُسے دیکھتے ہی اس نے ایک بُت کے سامنے کھڑے ہو کر کہا: "اے دیوی! اگر میری شادی اس لڑکی سے ہو جائے تو میں اپنا سر کاٹ کر تیرے قدموں میں رکھ دوں گا" پھر اُس نے واپس جاکر لڑکی کے گھر پیغام بھیجا۔ اُسے لڑکی کے والدین نے قبول کر لیا اور دونوں کا بیاہ ہو گیا۔ ایک مہینے کے بعد لڑکی کے باپ نے راجکمار اور اپنی بیٹی کو مہمان بلایا تو وہ بیوی اور اپنے ایک مصاحب برہمن کو ساتھ لے کر روانہ ہوا چلتے چلتے جب وہ مندر کے پاس پہونچے تو راجکمار کو اپنا وعدہ یاد آ گیا اور وہ دونوں کو چھوڑ کر مندر میں چلا گیا پھر اُس بت کے سامنے کھڑے ہو کر تلوار سے اپنی گردن کاٹ دی تھوڑی دیر کے بعد برہمن مندر میں گیا تو دیکھتا ہے کہ راجکمار کا سر ایک طرف پڑا ہوا ہے اور دھڑ دوسری طرف وہ سوچنے لگا کہ اب میں یہاں سے گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس نے راجکمار کی جان لی ہے یہ سوچ کر اُس نے اپنی بھی گردن کاٹ لی۔ راجکماری ان دونوں کا انتظار کرتے کرتے تنگ آ گئی تو وہ اندر گئی وہاں دونوں کے کٹے ہوئے سر دیکھ کر بہت پریشان ہوئی اور بتوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی "جب میرا شوہر ہی زندہ نہیں رہا تو میں جی کر کیا کروں گی۔ میں بھی اپنا سر تن سے جدا کر لیتی ہوں" اُسی وقت ایک بُت سے آواز آئی: "اپنے شوہر کا سر برہمن کے دھڑ پر رکھ دے اور برہمن کا سر اپنے شوہر کے دھڑ پر" راجکماری نے ایسا ہی کیا تو دونوں زندہ ہو گئے مگر شہزادے کا سر اور برہمن کا دھڑ آپس میں جھگڑا کرنے لگے سر کہتا کہ یہ میری بیوی ہے اور دھڑ کہتا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا اب سوال یہ ہے کہ سر کی بات مانی جائے یا دھڑ کی"۔

خجستہ بولی: "اے طوطے! مجھے تو بتا کہ اس کا جواب کیا ہے؟ طوطے نے کہا: "سر تن کا سردار ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ یہ میری بیوی ہے تو تن کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے" خجستہ بولی تیرے صدقے جاؤں کیسی عقل کی بات کہی ہے مگر یہ کیا مرغ بانگ دے رہا ہے افسوس! یہ رات بھی گئی" طوطا بولا "مگر بات کیسی لاجواب ہاتھ آئی ہے" خجستہ خاموش ہو کر چلی گئی۔

"بات بنانا عورت کا حق ہے"

رات کو خجستہ نے طوطے سے کہا: "شہزادے کا پیغام آئے بہت دن ہو گئے ہیں اب میں جاؤں گی تو وہ مجھے شرمندہ کرے گا کہ تمہارے فائدے کی چیز تھی لیکن تم نے بڑی لاپروائی کی جو اب لینے آئی ہو۔" طوطا بولا: "واہ بی بی جی! عورت ہو کر یہ سوچ رہی ہو۔ عورتوں سے زیادہ بات بنانے والا بھلا اس دنیا میں کون ہے۔ مجھے یاد آیا۔ ذرا سننا ایک شخص نے اپنی بیوی کو چار آنے دے کر شکر لانے کے لئے بازار بھیجا۔ اس نے بنیے کی دکان پر جا کر شکر خریدی اور ایک کپڑے میں باندھ لی۔ اسی وقت ایک ٹھگ اور اس کی بیوی کا ادھر سے گذر ہوا تو شکر دیکھ کر ان کے منہ میں پانی بھر آیا۔ پھر ایک تدبیر سوچ کر ٹھگ کی بیوی نے تو اسے باتوں میں لگایا اور ٹھگ نے دکان پر رکھی ہوئی شکر کھول کر اپنے رومال میں باندھ لی اور اس کی جگہ ریت باندھ کر الگ کھڑا ہو گیا۔ ٹھگ کی بیوی نے جب دیکھا کہ کام ہو گیا ہے تو وہ سلام کر کے چلتی بنی اور وہ اپنا کپڑا اٹھا کر گھر پہنچی۔ اس کے شوہر نے جو گرہ کھولی تو شکر کی جگہ ریت ملی۔ اسے بہت غصہ آیا اور اس نے بیوی سے کہا: "یہ کیا مذاق ہے شکر خریدنے گئی تھی یا ریت لینے؟" بیوی ریت دیکھ کر حیران رہ گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیا ہوا۔ پھر اسے خیال آیا کہ جو عورت مجھ سے باتیں بنا رہی تھی اس کے شوہر نے یہ حرکت کی ہے مگر اس نے اصل بات شوہر سے کہنا مناسب نہ سمجھا اور فوراً بات بنا کر کہنے لگی: "میں شکر لینے جا رہی تھی کہ پیچھے سے ایک بچارہ دوڑتا ہوا آیا تو میں ڈر کر بھاگنے لگی۔ اسی گھبراہٹ میں میرے ہاتھ سے چونی کہیں گر گئی، بچارہ تو میرے پاس سے گذر گیا لیکن میرے دل کی دھڑکن کم نہ ہوئی اور میں اس جگہ کی جہاں چونی گری تھی ریت اٹھا کر لے آئی کہ گھر جا کر اس میں سے چونی نکال لوں گی۔" اس کا شوہر یہ بات سن کر ہنسنے لگا۔ پھر ریت سامنے رکھ کر بولا "پگلی! اس میں تو چونی نہیں ہے جب وہ گر گئی تھی تو واپس آ جاتی۔ ریت اٹھا کر لانے کی کیا ضرورت تھی۔" بیوی تو خاموش رہی اور وہ خود جا کر شکر خرید لایا۔ دیکھا بی بی جی! اس عورت نے کیسی بات بنائی کہ اپنی غفلت اور بے وقوفی کو بھی ظاہر نہیں ہونے دیا اور شوہر کی نظروں میں بھی اچھی بنی رہی۔" شہزادی کچھ کہنا چاہتی تھی کہ مرغ نے بانگ دی۔

صبر کا انجام موت

رات کو شہزادی نے بناؤ سنگھار نہیں کیا۔ بلکہ یوں ہی اٹھ کر طوطے کے پاس جا بیٹھی۔ طوطے نے کہا "کیا بات ہے بی بی جی! آج بناؤ سنگھار نہیں کیا؟" وہ بولی "اب میں اُس اجنبی کے پاس نہیں جاؤں گی چونکہ رات کے وقت غیر مرد کے ہاں جانا شرم کی بات ہے" اس بات کو سن کر طوطا سوچنے لگا کہ میں اسے ہر رات کہانی سُنا کر روک لیتا ہوں۔ اس لئے یہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہے اور مجھے آزمانے کے لئے کہہ رہی ہے کہ اب میں نہیں جاؤں گی اگر میں نے بھی یہ کہہ دیا کہ ہاں غیر مرد کے ہاں جانا مناسب نہیں ہے تو اسے میرے دل کا بھید مل جائیگا اور یہ میرا بھی وہی حال کرے گی جو اس نے مینا کا کیا تھا یہ سوچ کر وہ کہنے لگا "بی بی جی! کسی بزرگ نے تمہاری بہتری کے لئے کراماتی انگوٹھی بھیجی ہے۔ اس لئے تمہیں ضرور جانا چاہیئے ورنہ صبر کا انجام سوائے موت کے کچھ نہیں ہے" خجستہ نے کہا "صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے" طوطا بولا "پھل میٹھا ہوتا ہوگا لیکن بادشاہ کو تو موت ملی تھی" خجستہ بولی "موت کیسے ملی تھی؟" وہ کہنے لگا۔

ایک سوداگر کی بیٹی بہت خوب صورت تھی اور اس کے حسن کی شہرت دُور دُور تھی سینکڑوں امیروں اور سوداگروں نے شادی کے پیغام بھیجے لیکن سوداگر نے کسی پیغام کو بھی قبول نہیں کیا۔ اور ایک روز بادشاہ کے پاس جا کر بولا "جہاں پناہ! میری بیٹی مہر انگیز کو قدرت نے ایسا حسن بخشا ہے کہ اُس کی مثال نہیں مل سکتی۔ اسی لئے میری خواہش ہے کہ آپ اُسے اپنی غلامی میں قبول فرما لیں" بادشاہ نے کہا "ہم غور کرنے کے بعد جواب دیں گے" سوداگر چلا گیا پھر بادشاہ نے اپنے وزیروں سے کہا "تم جا کر سوداگر کی بیٹی کو دیکھو کہ وہ خوب صورت ہے یا سوداگر ہمیں دھوکا دے رہا ہے" وزیروں نے جا کر دیکھا تو حیران رہ گئے اور آپس میں کہنے لگے اس کے حسن کے سامنے حوروں کا حسن بھی کیا ہوگا لیکن ڈر یہ ہے کہ اسے دیکھنے کے بعد بادشاہ حکومت کا کام بھول جائے گا بلکہ وہ دیوانہ ہو جائے گا اس لئے بادشاہ کو اس سے بیاہ نہ کرنے دیں۔" یہ صلاح ٹھہرا کر انہوں نے بادشاہ سے کہا "جہاں پناہ! سوداگر زادی سے زیادہ حسین تو آپ کے محل کی کنیزیں ہیں۔ سوداگر نے کبھی کوئی خوبصورت عورت نہیں دیکھی ہوگی اس لئے وہ اپنی بیٹی کو بہت زیادہ حسین سمجھتا ہے" بادشاہ کو اُن کی بات پر یقین آ گیا اور اس نے سوداگر سے انکار کر دیا

سوداگر بہت رنجیدہ ہوا اور اُس نے کوتوال شہر کا آیا ہوا پیغام قبول کر کے اُس کیا تھ بیاہ کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد بادشاہ کی سواری بازاروں سے گذر رہی تھی۔ کوتوال کی بیوی کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ بادشاہ کی سواری اُس کے مکان سے گذرنے والی ہے تو وہ جلدی سے دریچہ میں اس طرح کھڑی ہو گئی کہ بادشاہ اسے بخوبی دیکھ لے وہ سوچ رہی تھی کہ بادشاہ مجھے دیکھ کر فیصلہ تو کرے گا کہ آخر اُس نے مجھے قبول کرنے سے انکار کر کے کہاں تک عقلمندی کا ثبوت دیا تھا۔ اسی وقت بادشاہ کی سواری وہاں پہنچ گئی اس نے

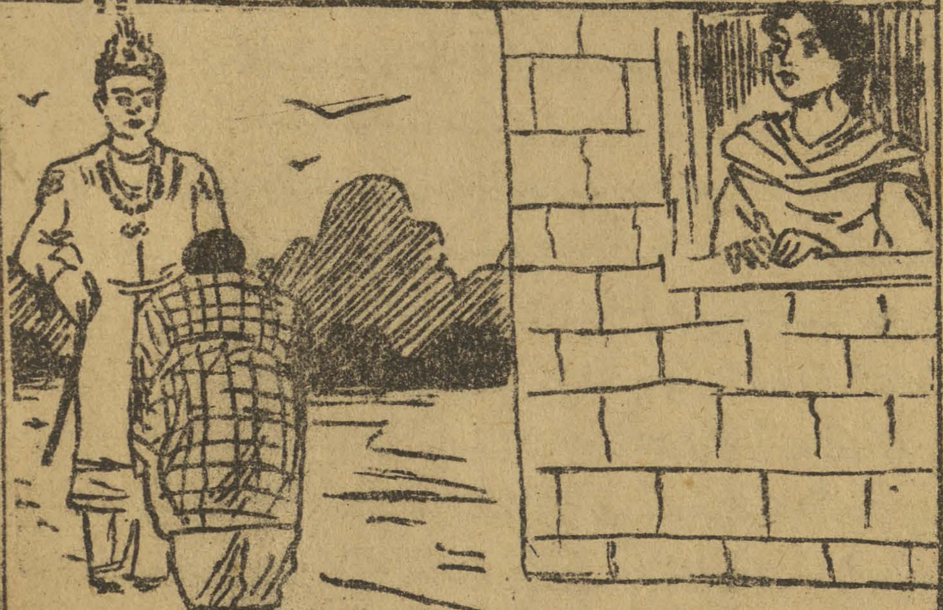

لڑکی کو دیکھ کر دل میں کہا "کیا حوریں اس سے بھی زیادہ حسین ہونگی" پھر اس نے ایک مصاحب سے دریافت کیا کہ یہ کس کی لڑکی ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ یہ کوتوال کی بیوی اور اس سوداگر کی لڑکی ہے جو آپ کے پاس اس کا رشتہ لیکر آیا تھا اب تو اُس کی حالت غیر ہو گئی اور اس نے محل میں پہنچتے ہی وزیروں کو بلا کر دریافت کیا "ایسی خوب صورت لڑکی کو تم نے بُرا کیوں کہا تھا؟" انہوں نے جواب دیا "جہاں پناہ! ہمارا خیال تھا کہ اُن کا حسن دیکھ کر آپ حکومت سے غافل ہو جائیں گے اس لیے ہم نہیں چاہتے تھے کہ حضور کی اس سے شادی ہو اب بھی کچھ نہیں بگڑا آپ کے ایک اشارہ پر کوتوال اس کو چھوڑ سکتا ہے" بادشاہ نے کہا "ہم اپنی رعایا اور نوکروں پر ظلم کرنا پسند نہیں کرتے اب اُسے کوتوال کے گھر میں ہی رہنے دو" پھر اُس نے صبر کیا لیکن اندر ہی اندر گھن لگتا رہا آخر وہ بیمار پڑ گیا اور چھ ماہ کے بعد راہیِ ملکِ عدم ہوا" خجستہ یہ قصہ سن کر سوچ میں پڑ گئی۔

کمینہ بے وفا

خجستہ کو یہ یقین ہو گیا کہ طوطا مینا مرحوم کی طرح مجھے جانے سے نہیں روکتا۔ لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی کہ وہ کہانی قصے سنا کر میری رات کیوں گنوا دیتا ہے آخر وہ طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی: "اے طوطے! ایک عربی ایک روز ایک دولت مند کے پاس جا کر بولا "حضور! میں حج کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن میرے پاس روپیہ نہیں ہے" دولتمند نے کہا "شریعت کی رُو سے مفلس آدمی پر حج کرنا فرض نہیں ہے" عربی نے جواب دیا "میں آپ سے روپیہ مانگنے آیا ہوں، مسئلہ دریافت کرنے نہیں آیا ہوں" بس اسی طرح میں تجھ سے اجازت لینے آتی ہوں تیری نصیحتیں سننے نہیں آتی۔"

طوطا بولا "بی بی خجستہ! میں تو پہلے ہی دن اجازت دے چکا۔ کل تم نے ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ انگوٹھی ضرور لے آؤ ورنہ صبر کا انجام موت ہوگا۔ تم پھر بھی مجھے الزام دے رہی ہو تو تمہاری مرضی" شہزادی گھبرا کر بولی "نہیں نہیں طوطے! تم تو بُرا مان گئے۔ اچھا یہ تو مشورہ دو کہ آج آسمان پہ چاند تو نہیں ہے اور سیاہ رات ہے تنہا جاتے ہوئے ڈرتی ہوں۔ غلام کو ہمراہ لے جانا مناسب ہوگا یا نہیں؟" طوطے نے جواب دیا "غلام کو ہرگز نہ لے جانا چونکہ عقلمندوں نے کہا ہے کہ کمینہ آدمی کبھی وفادار نہیں ہوتا جس طرح شیر خاں کو ایک کمہار کی وجہ سے شرمندگی ہوئی۔"

خجستہ بولی "اس کا قصہ کیا ہے؟" طوطا کہنے لگا "شیر خاں شرابی اور جواری شخص تھا ایک روز زیادہ شراب پینے کی وجہ سے اس کی ٹانگیں لڑکھڑا گئیں اور وہ شیشے کے برتنوں پر گر پڑا۔ برتن ٹوٹ گئے اور اس کا سارا بدن زخمی ہو گیا۔ علاج معالجے کے بعد زخم تو بھر گئے لیکن نشان نہ گئے کچھ عرصے کے بعد اس ملک میں قحط پڑ گیا اور وہ اپنے کمہار دوست کے ہمراہ دوسرے ملک میں چلا گیا۔ وہاں وہ نوکری حاصل کرنے کی غرض سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خود کو بہت دلیر اور بہادر بتایا۔ ثبوت کے لئے زخموں کے نشان دکھائے اور اس سے کہا "یہ تلوار اور خنجر کے زخم ہیں جو میں نے میدان جنگ میں کھائے تھے" بادشاہ نے خوش ہو کر اسے نوکر رکھ لیا۔ تھوڑے دن کے بعد دشمن نے اس ملک پر حملہ کیا تو بادشاہ نے اس شرابی کو فوج کے ایک دستہ کا سردار بنانا چاہا۔ کمہار نے یہ سوچ کر کہ دوست میدان جنگ میں مارا جائے گا بادشاہ کو اصل بات بتا دی اور اس نے شرابی کو شرمندہ کر کے نکال دیا۔ خجستہ یہ سنکر بولی درست ہے میں تنہا ہی جاتی ہوں مگر یہ کیا مرغ اذان دے رہا ہے؟"

بڑا بھائی

طوطا خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ شہزادی خجستہ مردانہ لباس میں اُس کے پاس آئی۔ طوطے نے کہا: "خوب! غلام کو ساتھ لے جانے کی بجائے یہ روپ دھار لیا ہے۔ اور ہو! تلوار بھی لگائی ہے۔ کیا کہنے" شہزادی بولی: "تم کیا مذاق اُڑا رہے ہو؟" طوطے نے کہا: "مذاق تو نہیں اُڑا رہا لیکن اس بھیس میں دیکھ کر مجھے بڑے بھائی کا قصہ یاد آ گیا۔" خجستہ بولی: "بڑے بھائی کا کون سا قصہ؟"

طوطا کہنے لگا: "جنگل میں ایک شیر رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اتفاق سے اُسے کوئی شکار ہاتھ نہ آیا اور وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ دو روز تک بھوکا رہا۔ آخر تیسرے دن اُسے ایک جگہ گیدڑ کا ایک چھوٹا بچہ مل گیا اور وہ اسے منہ سے پکڑ کر شیرنی کے پاس لے گیا اور بولا: میں تو ابھی زندہ رہ سکتا ہوں لیکن تمہارا زندہ رہنا مشکل ہے اسلئے اسے کھا کر کچھ سہارا کر لو۔" شیرنی نے کہا: "خدا کرے کہ سب کی کوکھ ٹھنڈی رہے کسی کے بچے کو کھاتے ہوئے میرا تو کلیجہ منہ کو آتا ہے اگر بڑا جانور ہوتا تو میں کھا لیتی اگر کہو تو اپنے دونوں بچوں کے ساتھ اس کی بھی پرورش کر لوں؟"

شیر نے کہا: "ٹھیک ہے اپنے بچوں کے ساتھ پال لو۔" غرض شیرنی اُسے پالنے لگی اور جب وہ شیر کے بچوں کے ساتھ بڑا ہوا تو وہ دونوں اسے بڑا بھائی کہنے لگے۔ ایک روز تینوں ایک ساتھ جنگل میں پھر رہے تھے کہ سامنے سے ہاتھی کا بچہ آ گیا۔ شیر کے بچے تو اُسے دیکھ کر اُس پر جھپٹ پڑے لیکن گیدڑ کا بچہ خوف کھا کر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ شیر کے بچوں نے بڑے بھائی کو اس حال میں دیکھ کر ہاتھی کے بچے کو چھوڑ دیا اور واپس غار میں جا کر شیرنی کو سارا حال کہہ سُنایا۔ وہ کہنے لگی: "میرے بچو! یہ گیدڑ زادہ ہے اس میں بہادری کہاں سے آئے گی تم اپنے شکار کو نہ چھوڑا کرو۔"

یہ قصہ سُنا کر طوطے نے کہا: "بی بی جی! مرد مرد ہوتا ہے اور عورت عورت۔ گیدڑ کا بچہ اگرچہ شیر کے بچوں کے ساتھ تھا اور اسے ڈرنا نہیں چاہیے تھا لیکن دل کی کمزوری کو کیا کیجیے، اسی طرح تم عورت زاد ہو لیکن مردانہ لباس میں اور تلوار کے ہوتے ہوئے بھی تمہارا دل مضبوط نہیں ہو سکتا۔" خجستہ نے کہا: "تم سچ کہتے ہو لیکن اپنے دل کو تقویت رہتی ہے۔" طوطا بولا: "اگر یہ بات ہے تو جاؤ چلی جاؤ۔" خجستہ سلام کر کے رخصت ہوئی لیکن جیسے ہی دروازے پر پہنچی مسجد سے اذان کی آواز آئی اور وہ سر جھکائے واپس چلی آئی۔

مارِ آستین

رات کو شہزادی پھر طوطے کے پاس آئی اور بولی "اے طوطے! آج میں جا رہی ہوں اس وقت نہ میں مردانہ لباس میں ہوں اور نہ میرے پاس تلوار ہے" طوطے نے کہا: "بی بی جی! میں تمہیں کب روکتا ہوں شوق سے جاؤ مگر دشمن سے ہوشیار رہنا ورنہ امیرزادے کی طرح پچھتانا پڑے گا" مجستہ پھر دھوکا کھا گئی اور بولی: "اس کے پچھتانے کا سبب کیا تھا؟"

طوطا کہنے لگا: "ایک امیرزادہ شکار کھیلنے جنگل میں گیا تھا وہاں ایک مقام پر پہنچتے ہی ایک سانپ بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور فریاد کرنے لگا کہ اے مہربان! مجھے جلدی سے پناہ دے ورنہ ایک آدمی مجھے جان سے مارنے کے لئے ایک بانس لئے ہوئے بڑی تیزی سے چلا آرہا ہے: امیرزادے کو اس کے حال پر ترس آگیا اور اس نے اسے اپنی آستین میں چھپا لیا۔ اسی وقت ایک آدمی بانس لئے ہوئے آموجود ہوا اور اس سے بولا "بھائی! تم نے اس راستہ میں سانپ کو جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا؟ امیرزادے نے کہا: "نہیں بھائی! میں نے تو نہیں دیکھا" پھر وہ آدمی آگے چل دیا۔ جب وہ دور نکل گیا تو امیرزادے نے سانپ سے کہا: "اب میری آستین سے باہر نکل اور اپنی راہ لے" سانپ بولا: "بغیر تجھے ڈسے کیسے باہر نکل سکتا ہوں اگر تو نے اپنے دشمن کو اپنی آستین میں پناہ دے کر بے وقوفی اور نادانی کا ثبوت دیا ہے تو کیا میں بھی ایسا ہی کروں ہرگز نہیں" امیرزادہ بولا: "اے سانپ! میں نے تو تیرے ساتھ بھلائی کی تھی اور تو برائی چاہتا ہے یہ کہاں تک مناسب ہے" سانپ نے کہا: "بزرگوں سے سنا ہے کہ بروں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی ہے جیسا نیکوں کے ساتھ برائی کرنا" امیرزادہ بہت پریشان ہوا لیکن فوراً ہی اس کے ذہن میں ایک تدبیر آگئی اور وہ کہنے لگا "تیری بات مجھے غلط معلوم ہوتی ہے اس لئے تو باہر نکل اور سامنے درخت تلے بیٹھے ہوئے سانپ کے پاس چل کر اس سے پوچھ لے اگر وہ کہے کہ نیکی کا بدلہ برائی ہے تو مجھے ڈس لینا" یہ سن کر سانپ آستین سے باہر نکل آیا اور درخت کی طرف چلنے لگا۔ امیرزادے نے نہایت پھرتی سے ایک پتھر اٹھا کر اس کے سر پہ دے مارا اور وہ مر گیا۔" شہزادی نے یہ قصہ سن کر کہا "اے طوطے! میں سمجھ گئی۔ اب میں ہوشیار رہوں گی لیکن یہ تو رات گذر گئی۔ وہ دیکھو سورج کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔

راز کی بات

رات ہوتے ہی خجستہ بن سنور کر طوطے کے پاس آگئی اور اجازت چاہنے لگی طوطے نے کہا: "بی بی جاتی ہو جاؤ پر یہ یاد رکھنا۔ دل کی بات کسی سے نہ کہنا۔ چونکہ سُنار نے بات بیوی سے کہہ دی تھی اُس کے جرم میں اُسے جرمانہ کی سزا ملی تھی۔

شہزادی نے کہا: "بیوی جو محرم راز ہوتی ہے اُس سے کہنے میں سزا کیوں ملی تعجب ہے" طوطے نے کہا: "تعجب کی بات نہیں ہے ہوا یہ تھا کہ سپاہی سُنار کا دوست تھا اُسے ایک روز سڑک پہ پڑی ہوئی اشرفیوں کی تھیلی ملی اُس نے اُس کو کھول کر دیکھا تو اُس میں ایک سو ایک اشرفیاں تھیں وہ بہت خوش ہوا اور اُس نے یہ تھیلی سُنار کے پاس بطور امانت رکھ دی۔

چھ ماہ کے بعد وہ اپنی تھیلی واپس لینے گیا تو سُنار نے کہا: "دوست اکیا اسی لئے دوستی کی تھی کہ آج کے دن مجھ پہ تہمت لگاؤ۔ اگر کسی امیر اور دولت مند پہ تہمت لگاتے تو شاید تمہارا گھر بھر جاتا لیکن مجھ غریب سے کیا ملے گا رہی سہی وقعتی بھی جائے گی۔ میاں! تم نے کب میرے پاس تھیلی رکھی تھی ذرا بتاؤ تو سہی۔ سپاہی اُس کی یہ باتیں سن کر بہت سٹپٹایا اور کہنے لگا "تم نے تو خوب دوستی کا پھل دیا سے اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ؛ جھوٹے کے آگے سچا روئے"

آخر سپاہی نے مجبور ہو کر قاضی کی عدالت میں جا کر فریاد کی اور ساری حقیقت بیان کی۔ قاضی نے دریافت کیا: "تمہارا کوئی گواہ بھی ہے؟" سپاہی بولا "نہیں حضور! نہ میرے پاس کوئی رسید ہے اور نہ کوئی گواہ ہے" پھر قاضی نے سوچا کہ سُنار بے ایمانی، چوری اور دغابازی کئے بغیر نہیں رہتے اُس نے ضرور اس کی امانت میں خیانت کی ہوگی۔ یہ سوچ کر اُس نے سُنار اور اُس کی بیوی کو بلایا اور دونوں سے دریافت کیا لیکن وہ صاف مُکر گئے۔ قاضی نے مجبور ہو کر کہا مجھے یقین ہے کہ تو نے اسے دھوکا دیا ہے اس لئے تو جب تک اس کی تھیلی نہیں دیگا میں تجھے اور تیری بیوی کو قید رکھوں گا یہ کہہ کر اس نے نوکروں کو حکم دیا کہ ان دونوں کو سُرخ کمرے میں قید کر دو۔ نوکر سُنار اور اُس کی بیوی کو پکڑ کر پہلے تو ایک کوٹھری میں لے گئے اور وہاں انہیں بند کر دیا پھر قاضی کی ہدایت کے مطابق دو خاص نوکروں کو ایک بڑے صندوق میں بند کر کے سُرخ کمرے میں رکھ دیا۔ اس صندوق میں

ہوا کے لئے بڑے بڑے سوراخ تھے۔ صندوق رکھنے کے بعد نوکروں نے سُنار اور اس کی بیوی کو اس کمرے میں بند کر دیا۔ نصف شب تک میاں بیوی خاموش بیٹھے رہے پھر بیوی نے کہا۔ "اگر تم نے سپاہی کی تھیلی لی ہے تو مجھے تو بتا دو تاکہ میں بھی کوئی بات بنا سکوں ورنہ ہم دونوں بے موت مارے جائیں گے۔" سُنار بولا۔ "اُس نے مجھے تھیلی دی تھی اور اس میں ایک سو ایک اشرفیاں

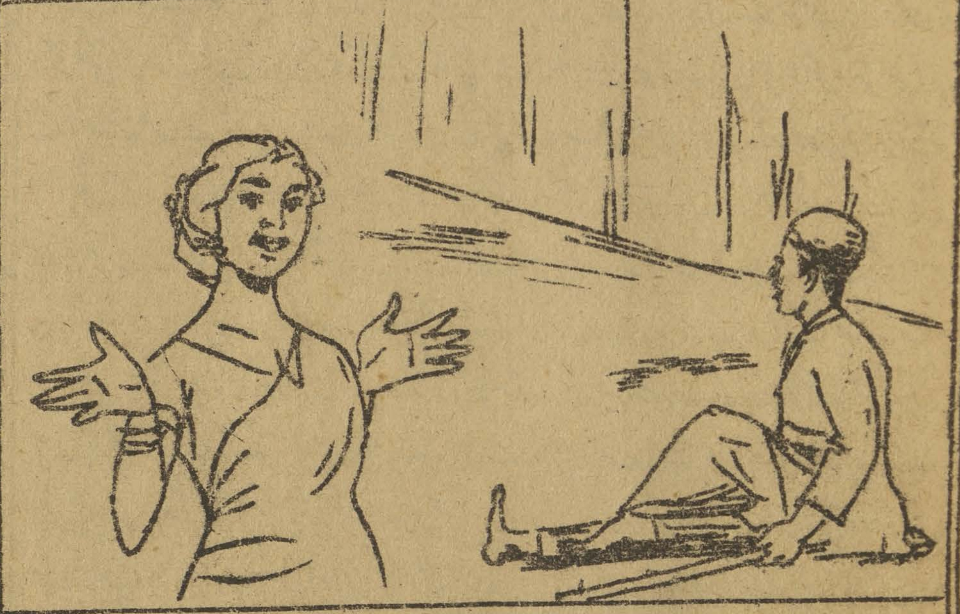

تھیں میں نے اس تھیلی کو دالان میں اپنی مسہری کے نیچے زمین میں دبا رکھا ہے لیکن اس کم بخت کو اب ہرگز نہیں دوں گا۔ خواہ مجھے اپنی جان پر ہی کیوں نہ کھیلنا پڑے۔"

بیوی نے کہا۔ "تم نے بھی کمال کر دیا اُسے آدھی اشرفیاں دے دی ہوتیں وہ کون سی کما کر لایا تھا۔ مفت ہی تو ہاتھ لگی تھیں۔" سُنار بولا۔ "خیر صبح دیکھا جائے گا۔"

صبح قاضی عدالت میں آ کر بیٹھا تو سُنار اور اس کی بیوی کو طلب کیا گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد صندوق میں سے دو آدمی نکل کر عدالت میں پہونچے اور انہوں نے کہا۔ "قاضی صاحب! سُنار کے مکان میں ایک دالان ہے اور اس دالان میں ایک مسہری بچھی ہوئی ہے اُسی کے نیچے اشرفیاں دفن ہیں۔" قاضی نے دو چار نوکروں کو بھیج کر اشرفیاں منگوا لیں۔ سُنار حیران رہ گیا کہ انہیں کیسے معلوم ہو گیا قاضی نے تو اشرفیاں سپاہی کے حوالے کر دیں اور سُنار پر پچیس اشرفیوں کا جرمانہ کیا۔ اس قصّے کو سُن کر یاد رکھنا کہ راز کی بات ہرگز زبان پر نہ آئے۔" شہزادی کھڑی ہوئی اسی وقت مرغ نے بانگ دی اور وہ نہ جا سکی۔

سونے کا برہمن

ایک پہر رات گذرتے ہی شہزادی خجستہ طوطے کے پاس آئی تو وہ بولا "بی بی جی! آج ایک بہت ہی دلچسپ قصہ یاد آیا ہے۔ اُسے ضرور سنو" خجستہ نے کہا۔ واہ رے طوطے! مجھے تو انگوٹھی کی فکر ہے اور تو قصہ لئے بیٹھا ہے" طوطے نے کہا۔ بی بی جی! اگر انگوٹھی آپ کے نصیب میں ہے تو ضرور ملے گی۔ فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اب ذرا قصہ سنو اور مزے لو"

خجستہ بولی۔ "جہاں اتنی راتیں قصے سننے میں گئی ہیں وہاں آج کی رات بھی سہی۔ سُناؤ کیا قصہ ہے" طوطا کہنے لگا۔ "ایک سوداگر بہت مالدار تھا۔ لیکن اولاد نہ ہونے کے سبب ہر وقت اُداس رہتا تھا اُس کی عمر جب چالیس برس کی گذری تو اُس نے سوچا کہ اب اولاد کیا ہوگی اور جب اولاد نہیں ہوگی تو یہ مال و دولت اور یہ جائداد کس کام آئے گی۔ میرے مرنے کے بعد لوگ آپس میں لڑیں گے جھگڑیں گے اور دشمنی مول لیں گے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا سب کچھ یتیموں، محتاجوں، فقیروں اور مفلسوں میں تقسیم کر دوں یہ سوچ کر اُس نے اپنا مال و اسباب اور ساری جائداد خدا کی راہ میں لُٹا دی اپنے پاس ایک چھوٹا سا مکان ایک لمبا یا اور گذارے کے لئے تھوڑے سے روپے رکھ لئے۔

اُس نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک خوب صورت نوجوان کھڑا ہوا کہہ رہا ہے: "مجھے پہچانو میں کون ہوں۔ نہیں پہچانتے؟ میں تمہارا نصیب ہوں میں بھی تمہاری طرح جوانی کی حد سے گذر چکا تھا لیکن جیسے ہی تم نے خدا کی راہ میں دولت اور جائداد لُٹائی قدرت نے مجھے دوبارہ جوان کر دیا۔" پھر اُس نے ایک ننھا بچہ دکھا کر کہا: "یہ تمہارا بیٹا ہے جو تمہیں گیارہ مہینے کے بعد مل جائے گا اور اس کے دم سے تمہارا اور تمہارے خاندان کا نام روشن ہوگا کل صبح تمہارے مکان کے سامنے سے ایک برہمن گذرے گا۔ تم اسے مکان میں بلا کر کسی موٹے لٹھ سے اس بری طرح سے مارنا کہ وہ جان سے جاتا رہے اس کا دم نکلتے ہی وہ سونے کا پتلا بن جائے گا۔ اس پتلے کو حفاظت سے رکھنا جب روپے کی ضرورت ہو اس پتلے میں سے تھوڑا سا سونا نکال کر بازار میں فروخت کر دینا یہ پتلا مرتے دم تک تمہارے کام آئے گا۔

صبح آنکھ کھلنے کے بعد سوداگر بہت دیر تک سوچتا رہا کہ آخر اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔

لیکن اُس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور وہ جا کر دروازے میں بیٹھ گیا اُسی وقت ایک حجام نظر آیا تو اُسے بُلا کر حجامت بنوانے لگا۔ چند لمحوں کے بعد ہی ایک برہمن آگیا۔ سوداگر نے اُسے قریب بلایا اور گھر میں لے جا کر لٹھ سے اتنا مارا کہ وہ جان سے جاتا رہا اور سر سے پاؤں تک سونے کا بن گیا پھر اُس نے حجامت بنوانے کے بعد حجام کو تھوڑا سا سونا دیا اور اُس سے کہا "یہ بھید والی بات کسی سے نہ کہنا" اس نے وعدہ کیا اور خوشی خوشی اپنے گھر چلا گیا۔

حجام کئی دن تک سوچتا رہا کہ یہ نسخہ تو بہت اچھا ہے سونے کی ضرورت ہو تو کسی برہمن کو جان سے مار دیا جائے پھر ایک روز اس نے دیکھا کہ پانچ برہمن اُس کی گلی سے گذر رہے ہیں اُسے لالچ آیا اور اُن پانچوں کو گھر میں بُلا لیا پہلے تو انہیں خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلایا پھر موٹا سا لٹھ اُٹھا کر انہیں بُری طرح مارنے لگا۔ برہمن لڑنے مرنے کے عادی نہیں ہوتے اس لئے وہ پٹتے جاتے اور شور مچاتے جاتے۔ "لوگو! ہمیں بچاؤ نہیں تو یہ ہماری جان لے لے گا" وہ حیران تھے کہ اس کم بخت کو کیا سوجھا جو ہمیں مارنے لگا۔ اُن کا شور و غل سن کر محلہ والے جمع ہو گئے اور حجام کو پکڑ کر برہمنوں کے ساتھ قاضی کے پاس لے گئے وہاں برہمنوں نے فریاد کی "قاضی صاحب انصاف تو کیجئے۔ ہم برہمن اور یہ نائی کمبخت نے لٹھ مار مار کر ہم سب کو بُری طرح زخمی کر دیا اگر لوگ مدد کے لئے نہ آتے تو یہ ہمیں جان سے مار دیتا" قاضی نے حجام سے دریافت کیا۔ "تو نے انہیں کیوں مارا؟" اُس نے جواب دیا "حضور! فلاں سوداگر نے ایک برہمن کو میرے سامنے جان سے مارا تو وہ سونا بن گیا تھا اس لئے میں انہیں جان سے مار کر سونا بنانا چاہتا تھا لیکن ان کے مرنے سے پہلے ہی میں گرفتار ہو گیا اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی انہیں جان سے مار کر سونا بنا دیتا ہوں" برہمن ڈر کر قاضی کے قدموں میں گر پڑے اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ قاضی نے انہیں تسلی دی اور سوداگر کو بُلا کر حقیقت معلوم کی۔ اُس نے جواب دیا "یہ حجام میرا نوکر ہے کچھ دنوں سے یہ دیوانہ ہو گیا ہے۔ مجھے بھی ایک روز مارنا چاہتا تھا اسی لئے میں نے اسے گھر سے نکال دیا تھا" قاضی نے کہا "واقعی یہ دیوانہ ہے۔ اسے علاج کے لئے پاگل خانے بھیج دیتا ہوں" پھر اُس نے حجام کو پاگل خانے بھیج دیا اور برہمنوں اور سوداگر کو عزت کے ساتھ رخصت کیا خدا کی قدرت کہ گیارہ ماہ کے بعد اُس کے گھر ایک خوبصورت بیٹا بھی پیدا ہو گیا۔ بی بی جی! اس قصہ کو سنانے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی کا بھید معلوم ہو تو اُسے کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہیئے ورنہ حجام جیسا انجام ہو گا۔"

اتفاق میں بڑی طاقت ہے

رات کے وقت شہزادی بدستور طوطے کے پاس آئی اور کہنے لگی: "رات قصہ سننے میں گنوا دی لیکن آج اپنا وقت خراب نہیں کروں گی" طوطے نے کہا: "بی بی جی! میں تم کو کب روکتا ہوں۔ میں تو تمہاری خاطر اپنی جان کی قربانی دینے کو بھی تیار ہوں اگر تمہارے جاتے ہی تمہارا شوہر یہاں آ جائے تو ساری بات میں اپنی گردن پہ لے کر تمہیں بچا لوں گا۔ اس طرح میرے اور تمہارے اتفاق کے سامنے اس کا بس نہیں چل سکے گا۔ چونکہ اتفاق میں بڑی طاقت ہے چھوٹے چھوٹے جانوروں میں اتفاق تھا انہوں نے ہاتھی جیسے بڑے اور طاقتور جانور کو ہلاک کر دیا تھا" شہزادی بولی: "وہ ایسے کون سے جانور تھے جنہوں نے ہاتھی کو مار دیا؟"

طوطا کہنے لگا: "ایک درخت پر شکر خورے کا گھونسلہ تھا۔ موسم بہار میں مادہ نے دو انڈے دیئے اور انہیں سینے لگی۔ جب بچوں کے نکلنے کے دن ہوئے تو ایک ہاتھی کہیں سے جھومتا ہوا آیا اور اس درخت سے اپنی پیٹھ رگڑنے لگا۔ درخت زور زور سے ہلا اور گھونسلے میں سے دونوں انڈے نیچے گر پڑے شکر خورے نے بے چین ہو کر نیچے دیکھا۔ انڈوں میں سے دو ننھے ننھے بچے نکل کر الگ پڑے ہوئے تھے اُسے بہت صدمہ ہوا کہ اگر یہ انڈے نہ گرتے تو دو روز کے بعد جیتے جاگتے بچے باہر نکل آتے۔ پھر وہ روتا ہوا اپنے ایک دوست مرغ کے پاس گیا اور اُسے سارا حال سنا کر کہنے لگا۔" دوست اس ہاتھی نے بلاوجہ مجھ پر ظلم کیا ہے اب کوئی ایسی تدبیر اختیار کرنا چاہیئے کہ جس طرح اس نے میرے بچوں کی جان لی ہے اسی طرح میں بھی اس کو جان سے مار دوں۔" مرغ نے جواب دیا "دوست! ہاتھی کو جان سے مارنا میرے اختیار سے باہر ہے البتہ ایک بھڑ سے میری دوستی ہے وہ بہت عقلمند بھی ہے اور اُسے تجربہ بھی ہے اس لئے میں اس کے پاس چلتا ہوں۔ شاید وہ کوئی تدبیر بتا دے۔" یہ کہہ کر وہ شکر خورے کیساتھ بھڑ کے پاس گیا اور اُسے سارا حال سنایا اس نے جواب دیا: "ہاتھی کو مارنا بہت مشکل ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اُسے کس طرح جان سے مارا جائے۔" پھر کچھ سوچ کر بولی: "یہاں سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک تالاب میں میرا دوست مینڈک رہتا ہے وہ تالاب

کے سارے مینڈکوں کا سردار ہے چل کر اُس سے مشورہ کرنا چاہیئے"۔

شکر خورے نے کہا: "چلو پھر اُسی کے پاس چلیں" اور وہ تینوں تالاب کے کنارے پہونچے، بھڑ نے مینڈک کو بلا کر ہاتھی کے ظلم کا قصہ سنایا اور اُس سے کہا: "دوست! کوئی ایسی تدبیر سوچ کر بتاؤ کہ اس ظالم ہاتھی کو موت کی نیند سلا دیا جائے"۔

مینڈک نے کہا: "یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے مجھے اُس ہاتھی کے پاس لے چلو" مرغ نے مینڈک کو اپنی پیٹھ پر بٹھایا اور بھڑ اور شکر خورے ہوا میں اُڑے اور یہ سب تھوڑی ہی دیر کے بعد ہاتھی کے قریب پہونچ گئے۔ مینڈک نے اُسے دیکھ کر بھڑ سے کہا: "تم اِس کی سُونڈ پر بیٹھ کر اسی کے کاٹو۔" مرغ سے کہا: "تم اُڑ کر اس کے سر پر بیٹھ جاؤ یہ اس کی سُونڈ پہ کاٹے گی تو وہ اُسے اڑانے کے لئے سُونڈ کو ہلائے گا پھر تم نہایت پھُرتی سے اُس کی دونوں آنکھیں نکال لینا"۔ مرغ یہ بات سُن کر اُڑا اور اُس کے سر پر جا بیٹھا۔ پھر بھڑ اُس کی سُونڈ پر کاٹ کاٹ کر اُسے پریشان کرنے لگی۔ مرغ نے موقعہ دیکھ کر اُس کی دونوں آنکھیں نکال لیں۔ ہاتھی بُری طرح چنگھاڑنے لگا۔ لیکن اب کیا ہوتا۔ مرغ اُڑ کر نیچے آگیا تو مینڈک بولا: "اب اسے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ نہ یہ کھا سکے گا اور نہ پی سکے گا۔ اسی طرح دو تین نے دو۔

تیسرے دن یہ چاروں پھر ہاتھی کے پاس گئے۔ دیکھا تو بھوک اور پیاس سے اُس کی بُری حالت تھی۔ مینڈک اپنے دوستوں سے کہنے لگا: "میں یہاں تھوڑے فاصلہ پر جب کر ٹراؤں گا، میری یہ آواز سُن کر یہ سمجھے گا کہ اس طرف پانی ہے چونکہ مینڈک کے ٹرّانے کی آواز آرہی ہے یہ میری طرف چلے گا اور میں ٹرّاتا ہوا آگے چلوں گا اس طرح اسے ایک بڑے کھڈ میں پھینک دوں گا وہاں سے یہ قیامت تک نہ نکل سکے گا اور پڑے پڑے مر جائے گا"۔

یہ تدبیر سب کو پسند آئی اور مینڈک نے اُسی طرح اُسے کھڈ میں گرا کر مار دیا۔ بی بی جی! ان چاروں میں اگر اتفاق نہ ہوتا تو اس ہاتھی کو مارنے میں کامیاب نہ ہوتے" شہزادی بولی: "میں تیرے واری جاؤں۔ تو حقیقت میں میرا ہمدرد بھی ہے اور مخلص دوست بھی۔ اچھا اب میں جاتی ہوں" یہ کہہ کر شہزادی خجستہ چلی گئی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد واپس لوٹ آئی اور کہنے لگی: "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صبح ہونے والی ہے۔ چونکہ تمام پہرے دار وردیاں پہن پہن کر دروازے پہ جمع ہو رہے ہیں ایسے میں جانا مناسب نہیں اب رات کو جاؤں گی" طوطے نے کہا: "جیسے تمہاری مرضی ہو"۔

مرد کی ذات۔ بیوفا

ایک پہر رات گذرتے ہی شہزادی طوطے کے پاس آئی اور کہنے لگی "اے طوطے! اس وقت سب سورہے ہوں گے، اس لئے میں اب جاتی ہوں" طوطے نے کہا "میری خواہش بھی یہی ہے کہ تم جلد سے جلد انگوٹھی لے آؤ اور اپنے شوہر کو اپنے قابو میں کر لو وہ تو بہت ہی بے مروت نکلا اسی لئے تو روم کی شہزادی مردوں سے نفرت کرتی اور شادی کے ذکر سے کانوں پر ہاتھ دھر لیتی تھی۔"

نجستہ بولی "کیا ایسی بھی شہزادی گذری ہے ذرا جلدی سے اس کا قصہ تو سناؤ" طوطا کہنے لگا "چین کا بادشاہ ایک روز دوپہر کے وقت سو رہا تھا کہ اس کے ایک وزیر کو بہت ضروری کام پیش آیا اور اس نے جاکر بادشاہ کو جگایا۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور تلوار اٹھا کر اسے مارنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑا۔ وزیر جان بچاکر بھاگ گیا اور بادشاہ غصہ میں بھرا ہوا جاکر تخت پر بیٹھ گیا۔ دوسرے وزیروں نے ہاتھ باندھ کر بادشاہ سے عرض کی "جہاں پناہ! وزیر کا ایسا کیا قصور تھا جو آپ اسے مارنے کے لئے دوڑے تھے؟"

بادشاہ نے کہا "میں خواب دیکھ رہا تھا کہ ایک باغ میں بہت ہی حسین شہزادی بیٹھی ہوئی ہے اتفاق سے میں اس طرف چلا جاتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ اے حسین شہزادی! اگر تو میری ملکہ بننا قبول کرلے تو میں عمر بھر تجھے خوش رکھوں گا۔ میری بات سن کر وہ مسکراتی ہے اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک قاضی کے پاس لے جاتی ہے۔ قاضی ہم دونوں کو دیکھ کر کہتا ہے۔ کیا پیارا جوڑا ہے۔ تمہارا نکاح پڑھانے میں مجھے بڑی خوشی حاصل ہوگی۔ پھر وہ نکاح پڑھانے کے لئے دوزانو ہو کر بیٹھتا ہے بس اسی وقت اس بے وقوف وزیر نے مجھے جگا دیا اگر یہ تھوڑی دیر مجھے نہ جگاتا تو میرا نکاح ہوجاتا اور میں کنوارا نہ رہتا۔"

وزیر اس کی بے وقوفی پر دل ہی دل میں ہنسنے لگے لیکن اختر نامی وزیر جو اس بادشاہ کا بہت ہی خیر خواہ اور ہمدرد تھا آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا یہ وزیر اصل میں ایک بہت بڑا مصور تھا اور اس کے تخیل کی قوت ایسی تھی کہ وہ ذرا دماغ پر زور دیتا تو اصل چیز اس کی نگاہوں میں آجاتی ہے اس وقت بھی اس نے ذرا غور کیا تو خواب میں دیکھی ہوئی شہزادی کی صورت اس کے سامنے آگئی اور اس نے فوراً کاغذ لیکر اس کی تصویر بنائی پھر شہر پناہ کے دروازے

پر جا بیٹھا۔ غیر ملکوں سے جو لوگ آتے وہ انہیں شہزادی کی تصویر دکھا کر دریافت کرتا کہ تم اسے پہچانتے ہو کہ یہ کون ہے لیکن وہ انکار کر دیتے آخر کئی مہینے کے بعد ایک سیاح آیا اور اس نے تصویر دیکھتے ہی کہہ دیا کہ یہ روم کی شہزادی ہے وہ مردوں کی صورت سے نفرت کرتی ہے اور اُس نے شادی نہ کرنے کا عہد کر رکھا ہے اختر نے کہا "آخر ایسا کس لئے ؟" اُس نے جواب دیا۔ "ایک مرتبہ شاہی گلستان میں آگ لگ گئی تھی۔ جس کی وجہ سے سارے درخت اور پودے جل کر راکھ ہو گئے تھے۔ جس وقت آگ لگ رہی تھی۔ شہزادی بارہ دری میں کھڑی ہوئی تھی بارہ دری کے سامنے ہی ایک درخت تھا۔ اس وقت ایک مورنی اپنے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کو پروں میں چھپائے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی اور مور ایک دوسری ٹہنی پر بیٹھا ہوا تھا آگ نے جب اس درخت کو گھیر لیا تو مور اڑنے لگا۔ مورنی چلّانے لگی کہ اے مور! تو مجھے اس مصیبت میں تنہا چھوڑ کر نہ جا اگر تجھے مجھ سے محبت نہیں ہے تو نہ سہی مگر تو ان بچوں کا خیال کر۔ لیکن مور نے ایک نہ سنی اور اُڑتا ہوا کہیں دُور چلا گیا۔ مورنی نے صبر کیا اور اپنے بچوں کو پروں میں چھپائے بیٹھی رہی یہاں تک کہ آگ نے اُسے اور اُس کے بچوں کو بھی لپیٹ میں لے لیا۔ وہ ممتا کی ماری بھی جل کر راکھ ہو گئی۔ بس اُس نے جس دن سے نر کی یہ بے وفائی دیکھی ہے شادی نہ کرنے کا عہد کر بیٹھی ہے"

وزیر اختر بہت خوش ہوا اور جا کر بادشاہ سے بولا "جہاں پناہ! یہ دیکھئے! جس شہزادی کو آپ نے خواب میں دیکھا تھا۔ میں اُس کی یہ تصویر بنا کر شہر پناہ کے دروازے میں جا بیٹھا تھا۔ آج ایک مدت کے بعد ایک سیاح کا گذر ہوا تو اُس نے بتایا کہ یہ روم کی شہزادی ہے" بادشاہ نے گلے سے سفید موتیوں کا ہار اُتار کر اُسے انعام دیا اور اُس سے کہا "آج ہی ایک آدمی کو روم روانہ کر دو تاکہ وہ بادشاہ کو پیغام پہنچا دے"

وزیر نے عرض کی "جہاں پناہ! اگر اجازت ہو تو میں خود چلا جاؤں اور جس طرح خواب میں اُسے دیکھ کر آپ اُس پر فریفتہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح آپ کی تصویر میں اُس شہزادی کو دکھاؤں گا مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کی تصویر دیکھ کر شادی کرنے پر فوراً آمادہ ہو جائے گی"

بادشاہ نے اُسے اجازت دیدی اور خرچ کے لئے کئی ہزار اشرفیاں دے کر اُسے رخصت کیا اُس نے ملک روم میں پہنچ کر جگہ جگہ اعلان کیا کہ میں آپ کے خواب میں دیکھی ہوئی چیزوں کی تصویر کاغذ پر بنا سکتا ہوں۔ اس اعلان کو سن کر بڑے بڑے

لوگوں نے اُسے بُلوا کر تصویریں بنوائیں اور اُسے انعام دیئے رفتہ رفتہ اُس کے فن کی شہرت شاہی محل میں بھی پہونچ گئی اور شہزادی نے اُسے طلب کیا۔

اختر نے شہزادی کے پاس جاکر دریافت کیا "اپنا خواب بیان کیجئے تاکہ میں اُس کی تصویر کاغذ پر بناکر پیش کروں" شہزادی بولی "میں نے خواب تو نہیں دیکھا۔ البتہ میری خواہش ہے کہ کوئی خوب صورت منظر کھینچ کر دکھاؤ"۔ اختر بہت ہوشیار آدمی تھا۔ اُس نے ایک تصویر بنائی کہ جنگل میں آگ لگ رہی ہے ایک ہرن اپنے بچّہ کو سینے سے لگائے ہوئے کھڑا ہے اور اس کے چاروں طرف آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور ہرنی بھاگ رہی ہے اور شاہ چین گھوڑے پر سوار اس منظر کو دیکھ رہا ہے" شہزادی نے اس تصویر کو بہت پسند کیا اور اُس سے کہا "کیا یہ تصویر خیالی ہے"؟ اُس نے جواب دیا "جی نہیں! یہ گھوڑے سوار چین کا نوجوان اور خوب صورت بادشاہ ہے۔ اس نے دیکھا کہ جنگل میں آگ لگ گئی ہے اور ایک ہرن اپنے بچّہ کے ساتھ آگ میں گھِر گیا ہے اور ہرنی جان بچا کر بھاگ رہی ہے ہرن نے کہا اے ہرنی! اگر تجھے مجھ سے محبت نہیں ہے تو نہ سہی لیکن اپنے بچّے کا تو خیال کر۔ مگر اس نے پروانہ کی اور بھاگ گئی۔ بس اُس روز سے بادشاہ کو عورت ذات سے نفرت ہو گئی ہے اور اس نے شادی نہ کرنے کا عہد کر لیا ہے"۔

شہزادی نے غور سے سُن کر کہا "اس بادشاہ کا اور میرا حال ایک جیسا ہی ہے میں نے مور کی اور اس نے ہرنی کی بے مروتی دیکھ کر شادی نہ کرنے عہد کر لیا۔ اگر ہم دونوں ایک ہو جائیں تو خوب گذرے گی" کہنے کو تو یہ بات کہہ گئی لیکن پھر خود ہی شرما گئی۔ وزیر نے کہا "میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ میں آج ہی روانہ ہوتا ہوں اور شاہ چین کو راضی کرتا ہوں"۔

شہزادی نے اُسے ایک ہار انعام دیا اور سفر خرچ دے کر رخصت کیا وزیر نے واپس پہونچ کر شاہ کو خوشخبری دی اور پھر ان دونوں کا بیاہ کرا دیا۔

شاہ چین کچھ عرصہ تک تو محبت کی زندگی بسر کرتا رہا لیکن پھر لاپرواہ ہوتا چلا گیا کبھی شکار پر جاتا تو ایک ایک ہفتہ واپس نہ آتا کبھی دوسرے شہر ملک کے دورے پر چلا جاتا کبھی ملکہ کو تنہا چھوڑ کر ناچ رنگ کی محفلوں میں بیٹھا رہتا یہ حال دیکھ کر ملکہ کو بہت افسوس ہوتا کہ میں نے بلا وجہ اس سے شادی کی۔ بی بی جی! مرد کی ذات بے وفا ہوتی ہے اس لئے انگوٹھی لانا بہت ضروری ہے" خجستہ بولی "سچ کہتا ہے طوطے اگر کیسے جاؤں سورج طلوع ہو رہا ہے"۔

بے وقت کی راگنی

ایک پہر رات گذرتے ہی شہزادی طوطے کے پاس آگئی اور کہنے لگی "کل رات تم نے جو کہانی سُنائی تھی۔ اُسے سُن کر میرے دل پر بہت گہرا اثر ہوا ہے اور اب میں شہزادے کو چاہتی ہوں۔ اور نہ انگوٹھی حاصل کرنے کی خواہش رکھتی ہوں" طوطے نے کہا "یہ غلط خیال ہے تمہیں اب ساری زندگی شہزادے کیساتھ رہنا ہے اس لئے اس کو اپنا بنائے بغیر کام نہیں بنے گا"

شہزادی بولی "تم سچ کہتے ہو۔ لیکن میرا حال بادشاہ عبدالعزیز جیسا ہی ہے کہ وہ نہ دن میں آرام کرتا تھا اور نہ رات کو سوتا تھا۔ ایک روز کسی نے اُس سے سوال کیا "جہاں پناہ! کیا سبب ہے کہ نہ رات کو سوتے ہیں اور نہ دن میں آرام کرتے ہیں" شاہ عبدالعزیز نے جواب دیا "اگر رات کو سو جاؤں تو خدا کی عبادت جاتی ہے اور اگر دن میں آرام کروں تو رعیت کا خیال کون رکھے گا۔ اس لئے میں نے دن کا آرام اور رات کی نیند اپنے اوپر حرام کی ہے اے طوطے! میں اگر رات کے وقت محل سے قدم نکالتی ہوں تو ڈر رہتا ہے کہ شہزادہ نہ آجائے اور رات میں غائب دیکھ کر مجھ پر کہیں تہمت نہ لگا دے اور دن میں جاتی ہوں تو ساری دنیا دیکھتی ہے کہ ایک اجنبی شہزادے سے بات کرنے چلی ہے"

طوطا بولا "واہ بی بی جی! ہر رات کہتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تمہارے پیچھے شہزادہ آگیا تو میں بات بنا کر تمہیں آنچ آنے سے بچا لوں گا۔ اتنی راتیں گذرنے کے بعد آج تمہارا جانے سے انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے گدھے نے بے وقت گانا گایا تھا"

شہزادی بگڑ کر بولی "یہ کیا بکواس کرتے ہو؟" طوطے نے کہا "ناراض نہ ہو بی بی جی! بات یہ ہے کہ ایک گدھا اور ایک بارہ سنگھا آپس میں گہرے دوست تھے اور دونوں اکٹھے جنگل میں چرا کرتے تھے ایک مرتبہ موسم بہار میں رات کے وقت دونوں ایک باغ میں چرنے کے لئے گئے اور بہت دیر تک چرتے رہے جب دونوں کا پیٹ بھر گیا تو گدھا کہنے لگا "دوست! آج تو میرا دل گانا گانے کو چاہتا ہے" بارہ سنگھا بولا "بے وقوف نہ بنو۔ مالی اور چوکیدار سو رہے تھے جو ہم نے گھاس چرا کر اپنا پیٹ بھر لیا تمہارے گانے کی آواز سن کر وہ اُٹھ بیٹھے تو جان بچانا مشکل ہو جائے گا۔ تمہاری طرح ایک مرتبہ کئی چور مل کر ایک دولتمند کے مکان میں داخل

ہوئے وہاں ایک طرف شراب سے بھرا ہوا ایک پیپا رکھا تھا انہوں نے آپس میں صلاح ٹھہرائی کہ چوری بعد میں کریں گے پہلے خوب جی بھر کر شراب پی لیں پھر انہوں نے پیٹ بھر کر شراب پی اور نشہ سے بدمست ہو گئے اس حالت میں وہ چوری کرنے لگے۔ چوری کرتے کرتے کچھ گاتے بھی جاتے اُن کی آواز سے مالک مکان بیدار ہو گیا اور محلہ والوں کو جمع کر کے سب چوروں کو پکڑ لیا۔

گدھا بولا۔ "لیکن ہمارا حال ایسا نہیں ہوگا۔" یہ کہہ کر وہ آسمان کی طرف منہ کر کے زور زور سے ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے لگا۔ اُس کی آواز سُن کر مالی اور چوکیدار گھبرا کر اٹھ بیٹھے۔ اور ڈنڈے لے کر دوڑتے ہوئے آئے پھر ان دونوں کو پکڑ کر کھونٹے سے باندھا اور ڈنڈوں سے خوب خبر لی ان دونوں کا پٹتے پٹتے بُرا حال ہو گیا۔ جب کہیں مالی نے ان دونوں کو باغ سے باہر نکالا۔ بارہ سنگھا بولا "کہو دوست! خوب گانا گایا اور خوب مزے لئے۔"

گدھا شرمندہ ہو گیا اور کہنے لگا "ہاں دوست! بیوقت کی راگنی ایسی ہی مزا دیتی ہے۔"

شہزادی خجستہ اس قصہ کو سُن کر بہت شرمندہ ہوئی اور کہنے لگی "تیرا کیا مطلب ہے کہ میں جانے سے انکار نہ کروں" طوطے نے کہا "انکار کرنا بے وقت کی راگنی ہے تم ضرور جاؤ اور انگوٹھی لے کر آؤ۔" شہزادی بولی "میں ڈرتی ہوں کہ کہیں تمہارے علاوہ کوئی اور میرے راز سے واقف نہ ہو جائے" طوطے نے کہا "اگر کوئی واقف ہوتا ہے تو ہونے دو۔ میں تو موجود ہوں۔ بات بنا لوں گا۔ روم کی شہزادی تو اصل بات بھی اپنے شوہر سے کہتے ہوئے ڈرتی تھی۔ مگر کسی نے ترس کھا کر اسے بچا ہی لیا تمہاری مدد کے لئے میری جان بھی حاضر ہے۔"

مسجد سے اذان کی آواز آئی اور شہزادی کہنے لگی "اے طوطے! اب میں کیا جاؤں گی۔ کل دیکھا جائے گا۔" پھر وہ جا کر اپنے نرم و گداز بستر پر سو گئی۔

دن گذرا، سورج غروب ہوا۔ رات آئی آسمان پر چاند جگمگانے لگا اور تارے جھلمل جھلمل کرنے لگے پھر ہر چہار طرف تاریکی پھیل گئی تو خجستہ بناؤ سنگھار کر کے طوطے کے پاس آئی اور کہنے لگی "میں جانے کے لئے تیار تو ہو گئی ہوں لیکن نہ جانے کیا بات ہے میرا دل دھڑک رہا ہے اب پہلے تو کبھی نہیں ہوا۔" طوطے نے کہا "اپنے دل کو روم کی شہزادی کی طرح مضبوط رکھو اور بے فکری سے چلی جاؤ" شہزادی بولی "اچھے طوطے! پہلے تم مجھے روم کی شہزادی کا قصہ سنا دو تاکہ میرے دل کو کچھ تقویت حاصل ہو جائے" طوطا بولا "آج بہت ضدی ہو۔ تعجب ہے۔ بہر حال تم روم کی شہزادی کا عجیب و غریب قصہ سنو۔"

روم کی شہزادی

روم کی شہزادی بے حد خوب صورت تھی لیکن بے چاری بڑی بدنصیب تھی شادی کے دو سال بعد ایک حسین اور بھولا بھالا بچہ پیدا ہوا لیکن ابھی چھٹی بھی نہ نہائی تھی کہ اُس کا شوہر چل بسا اور وہ بیوہ ہوگئی، معصوم بچہ یتیم ہوگیا اور عدت کے دن پورے کرنیکے بعد وہ اپنے والدین کے پاس چلی گئی۔
شاہ مصر کو اس حادثہ کا تو علم نہیں تھا لیکن اُس نے یہ سن رکھا تھا کہ روم کی شہزادی ساری دنیا میں حسین ترین شہزادی ہے اس لئے اس نے ایک قاصد کو پیغام لیکر شاہ روم کے پاس بھیجا۔
شاہ روم کو یہ رشتہ پسند نہیں آیا اور اس نے صاف صاف لفظوں میں انکار کہلا بھیجا۔ شاہ مصر کو اس انکار پر بہت غصہ آیا اور اس نے اعلان جنگ کر دیا۔ جنگ چھڑی اور چودہ برس تک لڑائی کا میدان گرم رہا۔ آخر شاہ روم نے سوچا کہ اگر یہ جنگ دو چار سال اور جاری رہی تو دونوں حکومتیں بالکل تباہ ہو جائیں گی اور دشمن قبضہ کر بیٹھے گا یہ سوچ کر اُس نے صلح کر لی اور شہزادی کو اس سے بیاہ دیا۔ شاہ مصر اُسے حاصل کر کے بہت خوش ہوا۔
شہزادی کو اپنے بیٹے کی جدائی گوارہ نہ تھی وہ اُس کے غم میں ہر وقت اُداس رہتی تھی ایک روز شاہ مصر نے اُسے ایک صندوقچی پیش کی اس میں قسم قسم کے ہیرے جواہرات بھرے ہوئے تھے انہیں دیکھ کر شہزادی نے کہا "مجھے ان کی پہچان نہیں ہے۔ البتہ میرے والد کے پاس ایک غلام ہے اگر آپ اُسے بُلا لیں تو وہ ان کو شناخت کرے گا" شاہ نے جواب دیا "میرا خیال ہے کہ میری درخواست پر وہ غلام کو نہیں بھیجیں گے" شہزادی بولی "آپ کسی سوداگر کو بُلا دیجئے میں اُسے سمجھا کر بھیج دوں گی تو وہ کسی تدبیر سے اُسے اپنے ساتھ لے آئے گا"
شاہ روم نے اُسی وقت ایک مشہور سوداگر کو بُلوا دیا شہزادی نے اُسے اصل بات بتا کر خوشامد کرتے ہوئے کہا "یہ بات کسی کو نہ بتانا ورنہ میری قدر و قیمت نہ رہے گی۔ بس تم جا کر میرے بیٹے سے کہدینا کہ میں تمہارے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی۔ اس لئے تم فوراً چلے آؤ اور یہ بھی کہنا کہ وہ یہاں پہونچ کر خود کو میرا بیٹا نہ کہے بلکہ غلام ظاہر کرے" سوداگر سب باتیں سمجھ کر شاہ روم کے پاس گیا اور انہیں سارا حال سُنا کر بولا "جہاں پناہ! اپنے نواسے بیالی کو میرے ہمراہ بھیج دیجئے"
شاہ روم نے شہزادے کو بُلا کر اُس کی ماں کا پیغام سُنایا اور سمجھا کر سوداگر کے ساتھ کر دیا

سوداگر لڑکے کو بادشاہ کے پاس لے آیا وہ اس کی خوبصورتی اور گفتگو کا سلیقہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اُس نے سوداگر کو ایک خلعت عطا کیا۔ لڑکے کی ماں دُور ہی سے دیکھ کر اپنا دل خوش کر لیتی اسی طرح لڑکا اپنی ماں کو دیکھ کر خوش ہوتا اتفاق سے ایک روز بادشاہ شکار پر چلا گیا شہزادی کو موقعہ مل گیا اور اس نے لڑکے کو محل میں بُلا کر اپنے گلے سے لگایا اُس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور لذیذ کھانے کھلائے۔

بادشاہ جب شکار سے واپس آیا تو نوکروں نے بادشاہ کو یہ خبر پہنچادی کہ شہزادی نے غلام کو محل میں طلب کیا۔ اُسے گلے سے لگایا۔ پیار کیا پھر اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ اس خبر کو سُن کر بادشاہ بہت آزردہ ہوا اور محل میں جا کر خاموش بیٹھ گیا شہزادی نے اُسے غصے کی حالت میں دیکھ کر مزاج پُرسی کی تو اُس نے کہا "تم بہت ہی بدکردار عورت ہو تم نے مجھ سے بہانہ کر کے غلام کو یہاں بُلایا اور میرے شکار پر جاتے ہی اُسے گلے سے لگایا۔ پیار کیا اور ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا کیسی بے شرمی کی بات ہے جی چاہتا ہے کہ تمہارے جسم کے ٹکڑے کر دوں لیکن تم عورت ہو اس لئے یہ سزا نہیں دے سکتا مگر اس غلام کو زندہ نہیں چھوڑوں گا" پھر اُس نے جلاد کو اشارہ کیا کہ غلام کو مقتل میں لے جا کر اس کا سر تن سے جدا کر دو۔ شہزادی اس حکم کو سُنتے ہی بیحال ہو گئی۔ اور جلاد لڑکے کو پکڑ کر قتل گاہ میں لے گئے وہاں انہوں نے اُس سے معلوم کیا: "تمہیں کس جرم میں قتل کی سزا دی جا رہی ہے؟" لڑکے نے جواب دیا "ملکہ میری سگی ماں ہے۔

اور میرا باپ مر چکا ہے اگر بادشاہ پر یہ بات ظاہر ہو جاتی کہ میری ماں بیوہ ہے تو وہ اس پر مہربان ہونے کی بجائے اسے حقیر اور ذلیل سمجھتا اس لیے میری ماں نے اسے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا اور جب میری محبت نے ستایا تو اس نے غلام کہہ کر مجھے یہاں بلالیا۔"

جلاد کو اس کے حال پر ترس آیا اور اس کو قتل کرنے کی بجائے اپنے گھر لے گیا اور وہاں اسے چھپا دیا پھر بادشاہ سے جا کر کہا کہ میں نے حکم کے مطابق اس غلام کو قتل کر دیا ہے، بادشاہ کا غصہ کچھ کم ہو گیا لیکن شہزادی کا اعتبار اٹھ گیا۔

شہزادی کو اب سوائے رونے کے کوئی اور کام نہ تھا چونکہ بیٹا بھی گیا اور شوہر بھی ناراض ہو کر دور رہنے لگا۔ ایک روز وہ مسند پر بیٹھی رو رہی تھی کہ ایک بوڑھی کنیز نے رحم کھا کر اس سے رونے کا سبب دریافت کیا تو اس نے حقیقت بیان کر دی کنیز نے کہا "ملکہ عالیہ! آپ بے فکر رہیں۔ میں بادشاہ کو سمجھا کر آپ کے کمرے میں لاؤں گی۔ آپ بستر پر آنکھیں بند کر کے اس طرح لیٹ جائیے جیسے آپ سو رہی ہیں پھر جس طرح مجھ سے سارا واقعہ بیان کیا ہے اسی طرح کرنے لگنا۔" پھر وہ شام کے وقت بادشاہ کے پاس گئی وہ بھی رنجیدہ بیٹھا ہوا تھا کنیز نے مزاج پرسی کی تو اس نے کہا "تجھے سب کچھ معلوم ہے اب کیا تجھے سناؤں۔" کنیز بولی "ملکہ نے بہت غلط قدم اٹھایا۔ اس کی وجہ معلوم ہونی چاہیے۔ میرے پاس ایک تعویذ ہے اسے اگر کسی سوتے ہوئے انسان کے سینہ پر رکھ دیا جائے تو وہ اصل حقیقت بیان کر دیتا ہے۔ لہٰذا آپ بھی اس تعویذ کو اس کے سینہ پر رکھ کر اصل حقیقت دریافت کر لیجئے۔ اگر ملکہ قصوروار ہو تو اسے جنگل میں چھوڑ دیجئے وہاں درندے اسے چیر پھاڑ کر اس کی سزا کو پہنچا دیں گے۔

بادشاہ کو یہ تجویز پسند آئی اور تعویذ لے کر شہزادی کے کمرے میں گیا وہ تو اس کے قدموں کی آہٹ سن کر آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی تھی۔ بادشاہ تعویذ اس کے سینہ پر رکھ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ شہزادی نے شروع سے آخر تک سارا قصہ بیان کر دیا۔ جسے سن کر بادشاہ نے جگایا اور وجہ پوچھی —— وہ کہنے لگی "میں نے شرم کی وجہ سے نہیں کہا تھا۔" بادشاہ نے اسے گلے سے لگا لیا اور کہا "مجھے معاف کر دو میں نے ظلم کیا۔"

اسی وقت جلاد نے حاضر ہو کر کہا۔ "جہاں پناہ! شہزادہ زندہ ہے میں نے اس کی زبانی اس کا حال سن کر قتل نہیں کیا تھا۔" پھر وہ شہزادے کو لے آیا بادشاہ نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور سب آرام سے رہنے لگے۔"

شہزادہ محمد سُلطان کی واپسی

صبح ہو گئی تھی اس لیے شہزادی خجستہ نہ جا سکی اور اپنے کمرے میں جا کر سو گئی۔
شہزادی خجستہ کو سوتے ہوئے ایک گھنٹہ گذرا تھا کہ شہزادہ محمد سلطان سفر سے واپس آگیا وہ پہلے شہزادی کے کمرے میں گیا دیکھا تو وہ بے خبر سو رہی تھی پھر وہ طوطے کے کمرے میں گیا وہاں مینا کا پنجرہ خالی لٹک رہا تھا اور طوطا پروں میں چونچ دبائے اور آنکھیں بند کئے سو رہا تھا۔ شہزادہ یہ حال دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ صبح کا وقت ہے طوطا بھی سو رہا ہے اور شہزادی بھی سو رہی ہے۔ آخر ماجرا کیا ہے پھر اس نے طوطے کا پنجرہ پکڑ کر زور سے ہلایا۔ طوطے نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور سنبھل کر بیٹھ گیا۔ شہزادہ بولا یہ وقت تمہارے سونے کا ہے یا جاگنے کا۔ اور یہ مینا کا پنجرہ کیوں خالی ہے؟

طوطے نے کہا۔ "کیا عرض کروں اگر کہتا ہوں تو جان خطرے میں پڑ جاتی ہے خاموش رہتا ہوں تو آپ سے نمک حرامی کرتا ہوں اس لئے اگر آپ وعدہ فرمائیں، کہ مجھے آزاد کر دیں گے تو میں ساری حقیقت بیان کر دیتا ہوں" شہزادہ بولا "میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں آزاد کر دوں گا لیکن تمہیں میرا دوست بن کر رہنا ہوگا۔" طوطے نے کہا۔ دوستی قائم رہے گی لیکن یہ میری مرضی ہوگی کہ میں جہاں چاہے وہاں رہوں۔ اب سنیئے اس شہر میں ایک شخص آیا ہوا ہے اور خود کو شہزادہ کہتا ہے لیکن کارواں سرائے میں ٹھہرا ہے اس نے ایک روز تو شہزادی خجستہ کو جھروکے میں کھڑا ہوا دیکھا اور دوسرے دن ایک بڑھیا کو یہ پیغام دے کر بھیج دیا کہ میں ایک شہزادہ ہوں اور میں ایک بزرگ کے حکم سے تمہیں ایک انگوٹھی دینے کے لیے سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے یہاں آیا ہوں اس انگوٹھی کو پہنتے ہی تمہاری ہر مراد بر آئے گی، شوہر کی قربت، دشمن پر فتح مال و دولت، غرض ہر چیز تمہارے قدموں میں ہوگی۔ لیکن بزرگ کی ہدایت کے مطابق تمہیں تنہا میرے پاس آنا ہوگا۔ بس اس بات کو سن کر شہزادی اس کے پاس جانے کے لئے تیار ہوگئی، اور رات کے وقت مینا سے اجازت لینے آئی مینا نے اسے سمجھایا کہ رات کے وقت غیر مرد کے پاس جانا شرم اور رسوائی کی بات ہے۔ اسے مینا کے روکنے پر غصہ آگیا اور اس نے مینا کو پنجرے سے نکال کر اس کی گردن مروڑی اور فرش پر پٹک دیا اس بے چاری کی بساط ہی کیا تھی اسی وقت مرگئی پھر شہزادی میرے پاس آئی میں نے سوچا کہ اگر میں نے بھی منع کی تو میرا بھی یہی ہوگا جو مینا کا ہوا۔ اس لئے میں نے اسے اجازت دے دی لیکن ساتھ ہی ایک قصہ سنانے لگا۔ یہ قصہ بہت بڑا اور بے حد دلچسپ تھا۔ وہ اس کے سننے میں ایسی محو ہوئی کہ رات گذر گئی اور وہ نہ جاسکی اس روز سے آج صبح تک ہر رات ایک قصہ سناتا ہوں اگر ایسا نہ کرتا تو وہ محل چھوڑ کر انگوٹھی لینے چلی جاتی۔"

شہزادہ غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔ مگر سمجھدار تھا۔ غصہ کو ضبط کر گیا اور اسی وقت بھیس بدل کر کارواں سرائے پہونچا اور سرائے کے مالک سے دریافت کیا کہ اس سرائے میں کوئی شہزادہ مقیم ہے اس نے جواب دیا "بابا! شہزادہ تو کوئی نہیں ہے البتہ ایک نوجوان نے یہ کہہ رکھا ہے کہ اگر کوئی عورت یہاں آکر شہزادے کو دریافت کرے تو اسے میرے کمرے میں بھیج دینا۔" شہزادہ محمد سلطان بولا۔ "میں اسی نوجوان سے ملاقات کرنے کے لئے آیا ہوں۔ ذرا اس کا کمرہ بتا دیجئے" سرائے والے نے انگلی کے

اشارے سے بتایا کہ وہ تیسرا کمرہ اُسی نوجوان کا ہے جا کر ملاقات کر لو۔
شہزادہ اُس کمرے میں گیا۔ دیکھا تو ایک خوب صورت نوجوان پلنگ پر لیٹا ہوا ہے۔ اُس نے شہزادے کو دیکھ کر کہا۔ "تم کون ہو اور یوں بے دھڑک میرے کمرے میں کیسے چلے آئے؟" سلطان بولا "حضور شہزادے صاحب! میں شہزادی خجستہ صاحبہ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ اُنہوں نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ میں عورت ذات رات کے وقت تنہا نہیں آسکتی اگر حضور کو تکلیف نہ ہو تو خود محل میں تشریف لے آئیے لہذا آپ چلنے کی تکلیف فرمائیں تو میں حضور کو خفیہ راستہ سے لے چلتا ہوں۔" اجنبی نوجوان یہ بات سن کر خوشی سے پھولا نہ سمایا اور اُس نے اٹھ کر سلطان کی پیشانی چوم لی۔ پھر کہنے لگا۔ "شہزادی کو تم پر اعتماد ہے"۔ سلطان بولا۔ "جی حضور! اسی لئے مجھے بھیجا ہے۔" اجنبی نے کہا۔ "دوست! میں دمشق کا سوداگر زادہ ہوں۔ ایک روز شہزادی کو جھروکے میں دیکھا تو دن کا آرام اور رات کی نیند کھو بیٹھا ہوں۔ اس لئے اگر تو میری مدد کرے تو اُس کو کسی بہانے سے یہاں لے آ۔ پھر میں اُسے یہاں سے بھگا کر لے جاؤں گا۔ اس خدمت کے صلہ میں تجھے ایک ہزار اشرفیاں دے سکتا ہوں۔" سلطان نے کہا۔ "اشرفیوں کی تھیلی تیار رکھنا میں ایک پہر رات گذرتے ہی اُسے لے آؤں گا۔" یہ کہہ کر سلطان واپس ہوا۔
شہزادے نے نقلی داڑھی اور مونچھیں لگا رکھی تھیں اور معمولی کپڑے پہن رکھے تھے اسی حلیہ میں وہ چور راستے سے شہزادی کے پاس گیا اور اُس سے کہا۔ "تمہیں شہزادے نے انگوٹھی دینے کے لئے بلایا ہے اگر تم نہ گئیں تو واپس اپنے وطن چلا جائے گا۔" شہزادی نے وعدہ کیا کہ وہ ایک پہر رات گذرنے پر چلے گی۔ پھر سلطان نے ایک تیز رفتار گھوڑا اپنے خاص سائیس کے ساتھ کارواں سرائے سے تھوڑے فاصلہ پر بھیج دیا اور رات کو شہزادی کے ہمراہ کارواں سرائے میں پہونچا۔ اجنبی نے اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیلی سلطان کو دیکر رخصت کیا۔ سلطان نے جا کر اپنا گھوڑا سنبھالا اور اندھیرے میں کھڑا ہو گیا تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد اجنبی شہزادی کو گھوڑے پر بٹھائے ہوئے اس طرف پہونچ گیا اس وقت سلطان نے نقلی داڑھی مونچھیں اتار لی تھیں۔ ان کے قریب پہونچتے ہی اُس نے اجنبی کو للکارا، اُس نے فوراً ہی میان سے تلوار نکال لی اور دونوں ایک دوسرے کے مقابلے پر آگئے۔ شہزادی خجستہ اندھیرے میں اپنے شوہر کو نہیں پہچان سکی وہ درخت کے نیچے کھڑی ہو گئی تھی اور بری طرح کانپ رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد سلطان نے اجنبی پر وار کیا لیکن اُس نے تلوار پر روک لیا اور تلوار کے دو ٹکڑے

ہو گئے پھر اُس نے اجنبی کی مشکیں باندھ کر سپاہیں کے حوالے کیا اور اُس سے کہا کہ تم اِسے لے جا کر قید خانے میں ڈال دو" پھر شہزادی خجستہ کو گھوڑے پر بٹھا کر محل میں لے گیا اور کہنے لگا:" تم سچ کہو کہ اس اجنبی نوجوان کے ساتھ کہاں جارہی تھیں ؟

خجستہ کے چہرے پر پسینہ کے قطرے نمایاں تھے وہ پریشانی اور گھبراہٹ کی حالت میں بولی۔" یہ مجھے ایک نیرنگ کے پاس لے جارہا تھا اس نے کہا تھا کہ انہوں نے انگوٹھی تو پکڑ ہاتھ بھیجی ہے لیکن ایک تعویذ خود تمہیں دیں گے ۔"

شہزادہ بولا:" تم حسین و خوب صورت تو ضرور ہو لیکن انتہائی بے وقوف ہو تمہیں ایک غیر مرد کے ساتھ کسی قیمت پر بھی نہیں جانا چاہیے تھا وہ ایک بدمعاش اور آوارہ آدمی ہے آج صبح میں بھیس بدل کر اُس کے پاس گیا تو اُس نے مجھے ایک ہزار اشرفیاں دینے کا وعدہ کیا اور کہا کہ میں شہزادی کو بھگا کر لے جاؤں گا پھر میں چور راستہ سے تمہارے پاس آیا اور رات کو محل سے لے کر گیا اور اگر طوطا مجھے ساری باتیں نہ بتاتا تو میں اندھیرے میں رہتا اور تم اس محل سے نکل کر نجانے کہاں پہونچ جاتیں کم عقل عورت کے لئے اپنے گھر سے اچھا کوئی نہیں ہے اور اپنے شوہر سے بھلا دوسرا آدمی نہیں ہے جس نے اپنے شوہر کی طرف سے لاپروائی کی اور غیر مرد کو بہتر سمجھ کر اُس کی طرف قدم اُٹھایا اُس نے دین بھی کھویا اور دُنیا بھی۔ اسی وجہ سے عورتوں کے لئے پردہ ضروری رکھا گیا ہے ۔"

شہزادی اُس کے قدموں پر گر پڑی اور رو رو کر کہنے لگی:" مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی میں اب کبھی کسی کی بات نہیں سنوں گی اور نہ کسی چیز کا لالچ کروں گی" پھر شہزادے نے اُس کے بازو پکڑ کر اُسے اٹھایا اور اپنے رومال سے اُس کے آنسو پونچھے اس کے بعد طوطے کا پنجرہ کھول کر اُسے باہر نکالا اور خوب پیار کر کے کہا" اے وفادار دوست اب تم آزاد ہو جاؤ اور جہاں تمہارا جی چاہے جاؤ لیکن کبھی کبھی صورت دکھاتے رہنا" طوطے نے کہا:" میں ضرور حاضر ہوتا رہوں گا لیکن یہ تو فرمایئے اُس نوجوان کے لئے کیا سزا تجویز کی ہے" شہزادے نے سوچ کر جواب دیا:" دل تو یہ چاہتا ہے کہ اس کی آنکھیں نکلوا کر چیلوں کو کھلا دوں لیکن سوچتا ہوں کہ اگر یہ شہزادی اُس کے دھوکے میں نہ آتی تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا اس لئے اُسے بھی آزاد کر دوں۔"

طوطا بولا:" اُسے آزاد کر کے اپنے ملک کی سرحد سے نکلوا دیجئے" طوطے نے دونوں کو سلام کیا اور پروں کو پھڑ پھڑا کر اُڑ گیا ؛

(ختم شد)

جب رنج اور فکر و پریشانی آپکو ہر چہار طرف سے گھیرے ہوئے ہو تو اس کے دور کرنیکا بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ

بیربل نامہ

گلیز ملیکیکل کاغذ

کا مطالعہ فرمائیے اس کتاب میں بیربل اور ملا دوپیازہ جیسے مشہور زمانہ اور ذہین مسخروں کے لطیفے عمدہ پیرائے میں تحریر کئے گئے ہیں کہ آپ ایک ایک لطیفہ پڑھ کے بے اختیار اس قدر ہنسیں گے کہ آپکے پیٹ میں بل پڑ جائیں گے اور آپ ہنستے ہنستے بیدم ہو جائیں گے لیکن اس کے باوجود بھی یہی خواہش ہوگی کہ اسے دوبار نیند اور بھوک اڑا ناہو تو بار بلکہ بار بار پڑھا جائے۔ دیدہ زیب ٹائیٹل عمدہ کتابت و طباعت۔ قیمت تین روپیہ بیس پیسے معہ محصول ڈاک۔

گل صنوبر

پڑھیے

طلسماتی دنیا کی حیرت انگیز باتیں دیووں اور پریوں کے ہوش ربا واقعات ایک شہزادہ کی مصیبت بھری کہانی جو اپنے بھائیوں کو کوہ قاف کی جادو بھری دنیا سے چھڑانے گیا اور راستے میں کبھی جادو کے زور سے ہرن بنا دیا گیا اور کبھی پرند کبھی وہ ایسی خوب صورت جگہ پہونچ جاتا جیسے وہ جنت ہو اور کبھی ایسے مقام پر جا نکلتا جہاں دور دور تک آدمی کا نام و نشان تک نہ ہو۔ غرض ان عجیب و غریب اور ہوش اڑا دینے والے مقامات سے گذر کر آخر کار وہ کوہ قاف میں پہونچ جاتا ہے لیکن کوہ قاف میں اس پر کیا بیتی یہ سب آپ گل صنوبر میں پڑھیے۔

قیمت مع محصول ڈاک دو روپیہ ۶۲ پیسے

ملنے کا پتہ :۔ رحمن برادرس تاجران کتب فریر روڈ کراچی ۱

کتابیں تنہائی کا بہترین ساتھی ہیں

اور قصے کہانیوں کی کتابیں نہ صرف عمدہ ساتھی ہی ہوتی ہیں بلکہ ایک بہترین
مشیر اور رہبر بھی ہوتی ہیں۔

قصہ طوطا مینا باتصویر

گلیز مکینیکل کاغذ

ایک ایسی کتاب ہے جس کے قصے دلچسپی اور دلکشی کے لحاظ سے
ایسے ہیں کہ آپکی بھوک پیاس اڑا دیں گے اور نصیحت و سبق آموزی کے اعتبار
سے اس قابل ہیں کہ وہ آپکے لئے ایک بہترین رہبر اور ایک عمدہ دوست ثابت ہوں
یہ مشہور زمانہ کتاب بہترین کتابت و طباعت اور دلکش تصاویر کے ساتھ
"ادارہ رحمٰن برادرس" نے شائع کر دی ہے۔

قیمت صرف ۵/۱ روپے ——— محصول ڈاک ۱/۱۰/۱

آج ہی طلب فرما کر یہ دلچسپ اور مشہور زمانہ کتاب پڑھیئے ———

ناشر:- رحمٰن برادرس پوسٹ بکس نمبر ۳۳۵ فریئر روڈ کراچی ۱

باغ و بہار

یعنی

قصہ چہار درویش (باتصویر)

یہ کتاب اردو زبان کی اولین کتابوں میں سے ایک ہے اور اگرچہ یہ آج سے ایک سو سال پہلے لکھی گئی تھی لیکن اپنی دلچسپی اور دلکشی کے باعث یہ آج تک پسند کی جاتی ہے۔

آپ اسے

ایک بار شروع کرنے کے بعد بغیر ختم کیے ہاتھ سے نہ چھوڑیں گے —

لکھائی و چھپائی دیدہ زیب خوب صورت سہ رنگا سرورق

گلیز کمیکل کاغذ

قیمت فی کاپی :— چار روپیہ محصولڈاک ایک روپیہ سات پیسے

ملنے کا پتہ

رحمٰن برادرس تاجران کتب فریر روڈ کراچی ۱

الف لیلیٰ اور داستان امیر حمزہ کی داستانوں سے زیادہ
دلچسپ اور حیرت انگیز داستان

قصہ
گل بکاؤلی

ایک خوبصورت شہزادے کی کہانی جو بکاؤلی کا پھول لینے جاتا ہے اس سلسلہ میں اسے ایسے عجیب و غریب واقعات پیش آئے اور اتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا جنہیں پڑھ کر حیرت طاری ہو جاتی ہے جادو کے عجیب و غریب کارنامے حیرت انگیز اور پراسرار طلسماتی جگہ قدم قدم پر جادوگروں اور جادوگرنیوں سے جھڑپ بکاؤلی سے شطرنج کی بازی کھیلنا اس طرح کہ چراغ بلی کے سر پر رکھا ہوتا تھا اور اس سے بکاؤلی عجیب و غریب کام لیتی تھی۔ دلچسپی اور حیرت انگیزی کے اعتبار سے آپ اس کتاب کو ایک بار نہیں بار بار پڑھنے پر مجبور ہوں گے۔

گلیز مکنیکل کاغذ

قیمت:- ۲/۵۰ محصولڈاک ۹۸ پیسے

ملنے کا پتہ

رحمٰن برادرس تاجران کتب فریر روڈ کراچی ۱

آرائش محفل

یعنی

قصہ حاتم طائی (با تصویر)

اردو زبان کی یہ مشہور زمانہ کتاب آج بھی اتنے ہی ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہے جتنی کہ پہلے پڑھی جاتی تھی۔

- عجائبات اور طلسمات کے حیرت انگیز واقعات۔
- دیووں اور پریوں کے عجیب و غریب قصے۔
- بہادری اور دلیری کے انوکھے واقعات۔

غرض یہ تمام کتاب انتہائی دلچسپ اور ہوش اڑا دینے والے واقعات سے بھری ہوئی ہے جو یقیناً آپ کی بھوک پیاس اڑا دے گی۔

گلیز مکینیکل کاغذ

لکھائی چھپائی عمدہ — پانچ رنگا خوبصورت سرورق

(ساری کتاب تصویروں سے آراستہ ہے)

قیمت :- ۵ روپیہ — محصول ڈاک ۱/۱۰

ملنے کا پتہ

رحمٰن برادرس تاجران کتب فریئر روڈ کراچی ۱

انجوکیشنل پریس کراچی